سبطِ رسول، جگر گوشۂ بتول، سوارِ دوشِ رسول ﷺ، ریحانۃ النبی ﷺ،

مظلومِ کربلا، شہید غیرت، شبیہ مصطفیٰ ﷺ، پیکرِ صدق وصفا،

قتیلِ سازشِ ابنِ سبا

سلام اللہ ورضوانہ علیہما

سیّدنا حُسین ابن علی

☆ بارگاہِ حسینی میں ہدیہ عقیدت ومحبت

☆ تذکار وافکارِ حسینؓ

☆ حقیقت حادثہ کربلا

مرتب: مولانا ڈاکٹر عبدالقہار قاسمی

Contact us on WhatsApp:
03086987441
YouTube channel: Muavia Alvi
E-mail: muaviaalvictn@gmail.com

نفیس اکیڈمی چشتیاں

ارشاد گرامی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے

★ ابن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت؟ تو خدا کی قسم! یہ بات میری موت کے بعد ہی ممکن ہے۔ ہاں! اگر باعزت طریقہ سے معاملہ فہمی مقصود ہے تو پھر مدینہ کو واپسی یا سرحد پر چلے جانے کے علاوہ تیسری صورت یہ ہے۔

★ مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں۔ پھر وہ میرے متعلق جو مناسب سمجھے گا خود فیصلہ کرے گا۔ (البدایہ لابن کثیر ج ۸، ص ۷۰)

.....اور یا میں اپنا ہاتھ یزید بن معاویہؓ کے ہاتھ میں دے دوں تو وہ میرے اور اپنے بارے میں جو مناسب ہو، رائے قائم کرے گا۔ (تاریخ الامم والملوک۔ للطبری ج ۶، ص ۲۳۵)

★ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پختہ روایت ہے۔ آپ نے کمانڈر کوفہ عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میری تین باتوں میں سے ایک پسند کرلو:

(۱) یا میں اس جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں

(۲) یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں جبکہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو وہ میرے متعلق اپنی رائے خود قائم کرے گا۔

(۳) یا پھر مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف روانہ کردو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں گا۔ پھر جو نفع اور آرام وہاں کے لوگوں کو حاصل ہوگا، وہی مجھے بھی مل جائے گا اور جو نقصان اور تکلیف وہاں کے لوگوں کو ہوگی وہی مجھے پہنچے گی۔

(بحوالہ: الشافی مع التلخیص ص ۱۷۴ طبع ایران۔ تصنیف السید ابی القاسم علی بن الحسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین علی الاوسط بن السبط سیدنا الحسین بن سیدنا علی بن ابی طالب علیہم الرضوان)

★ اے کاش! یہ شرائط نامہ طے ہوجاتا تو امت کو مظلومِ حسین رضی اللہ عنہ کا روزِ غم دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور نہ ہی..... یزید کے لیے سب وشتم اور لعن وطعن کا دروازہ کھلتا۔ بہرحال جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قول وعمل ہمارے لیے ایک دائمی درسِ عبرت وغیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ کی سچی پیروی نصیب فرمائیں۔ آمین!

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

خطبہ

سیدنا حسین ابنِ علی سلام اللہ ورضوانہ علیہما

حَتّٰی انتَهٰی اِلٰی زُبَالَةَ فَنَزَلَ بِهَا ثُمَّ قَامَ خَطِيْباً فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَيْهِ وَذَكَرَ النَّبِيَّ فَصَلّٰی عَلَيْهِ ثُمَّ نَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا جَمَعْتُكُمْ عَلٰی اَنَّ الْعِرَاقَ فِیْ قَبْضَتِیْ وَ قَدْ جَآءَ نِیْ خَبَرٌ صَحِيْحٌ اَنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلٍ وَ هَانِیَ بْنَ عُرْوَةَ قُتِلَا وَ قَدْ خَذَلَتْنَا شِيْعَتُنَا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَصْبِرُ عَلٰی ضَرَبِ السُّيُوْفِ وَ طَعْنِ الرِّمَاحِ وَ اِلَّا فَلْيَنْصَرِفْ مِنْ مَّوْضِعِهٖ هٰذَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ مِنْ ضَمَانِیْ شَیْءٌ. فَسَكَتُوْا جَمِيْعاً وَجَعَلُوْا يَتَفَرَّقُوْنَ يَمِيْناً وَّشِمَالًا حَتّٰی لَمْ يَبْقَ عِنْدَهٗ اِلَّا اَهْلُ بَيْتِهٖ وَمَوَالِيْهِ وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا نَرْجِعُ حَتّٰی نَاْخُذَ بِثَاْرِنَا اَوْ نَذُوْقَ الْمَوْتَ غُصَّةً بَعْدَ غُصَّةٍ وَهُمْ نِيْفٌ وَسَبْعُوْنَ رَجُلاً وَهُمُ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مَعَهٗ مِنْ مَّكَّةَ.

(مقتل ابی مخنف: ص:۴۳، مسیر الحسین الی العراق.

مطبوعه حیدریه نجف اشرف ۱۳۷۵ھ)

ترجمہ: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ زبالہ کے مقام پر پہنچے سواری سے اترے اور خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثنا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر بلند آواز سے کہا۔ لوگو! میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا کہ عراق میری مٹھی میں ہے (یعنی اہلِ عراق میری نصرت پر آمادہ ہیں)۔ اور ابھی ابھی مصدقہ اطلاع پہنچی ہے کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ شہید کر دیے گئے ہیں۔ اور ہمیں ہمارے شیعوں نے رسوا کر دیا ہے۔ تم میں سے جو تلواروں اور نیزوں کے زخم برداشت کر سکتا ہے وہ تو ٹھہرے۔ ورنہ اسی مقام سے واپس ہو جائے۔ واپس جانے والے پر میری کوئی ذمہ داری نہیں۔ سب خاموش ہو گئے اور دائیں بائیں کھسکنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت اور آپ کے آزاد کردہ غلاموں کے علاوہ کوئی شیعہ نہ رہا۔ ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم! ہم امام مسلم کا بدلہ لیے بغیر نہیں جائیں گے یا مر جائیں گے۔ یہ لوگ ستر سے کچھ اوپر (بہتر) تھے۔ اور یہی وہ افراد تھے جو سیدنا حسین کے ساتھ مکہ سے آئے تھے۔

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

شہادتِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی انقلاب انگیز شہادت تاریخ اسلام کا ایک مسلمہ اور مصدقہ واقعہ ہے۔ جس کے منفی اثرات سے اُمت قیامت تک کے لیے دو دھڑوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔ ان میں عقائد اور دین کے متعلق اتنا زبردست اختلاف اور بُعد پیدا ہو چکا ہے۔ جس کا ختم ہونا تو اب عملاً غیر ممکن ہے، اور کم ہونا بھی مشکل ترین معاملہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی قطعی اور یقینی امر ہے کہ آپ کی شہادت کا دردناک حادثۂ فاجعہ امیر یزید کے عہد خلافت اور عبید اللہ ابن زیاد کی گورنری کے دور میں محرم ۶۱ ہجری کے اندر پیش آیا۔ لیکن یہ مسئلہ کہ حُکامِ کوفہ کے ساتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آخری گفتگو کے مطابق آپ کے اِرادہ میں کوفہ کے عوام کے حیرت انگیز سیاسی انقلاب کے باعث دمشق جا کر براہِ راست امیر یزید کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرنے کا جو تغیر پیدا ہوا تھا، اس کے بعد بھی آپ کی فطرت و نسبت کے خلاف اور متضاد مطالبہ منوانے کا بہانہ بنا لیا گیا۔ نتیجتاً آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نسبی اور روحانی تعلق کی بنا پر اپنی خداداد غیرت و حمیت اور عزیمت و شجاعت کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف اپنی ہی جان قربان کر دی، بلکہ اپنے بھائیوں، بیٹوں اور بھتیجوں کو بھی شہید ہوتے ہوئے دیکھ کر خون کے گھونٹ پیئے اور اپنے دینی مؤقف پر کوہِ استقلال بن کر آخری سانس تک ثابت قدم رہے۔ جب آپ کے آفت و مصیبت اور درد و غم چشیدہ بقیہ اہلِ خانہ دمشق پہنچائے گئے تو حادثۂ کربلا کی تفصیلی روداد سن کر اور اس کے نتیجہ میں اس عظیم خاندان کے تباہ شدہ افراد کی حالت زار دیکھ کر امیر یزید نے قتلِ حسین کے حکم اور اس پر رضا مندی سے علانیہ برأت ظاہر کی تو اسی دور میں آپ کی شہادت کے حقیقی اور خفیہ اسباب و محرکات کے متعلق ایک عجیب ذہنی مخمصہ پیدا ہوا اور کچھ عرصہ بعد ایک مستقل اختلاف کی شکل اختیار کر گیا۔ حال آنکہ بہ ظاہر بالکل واضح اور یقینی طور پر معلوم و مسلّم ہے کہ آپ نے اپنے برادرِ بزرگ امام خامس و خلیفۂ راشد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے امام سادس و خلیفۂ عادل و راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ قبول کر کے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک صبر و تحمل کا ثبوت دیا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں امیر یزید کی جانشینی کی جو بیعت لے چکے تھے اُسے بھی برداشت کرتے رہے۔ لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

وفات کے بعد آپ کے تمام دینی اور سیاسی عزائم مکمل طور پر ظاہر ہو گئے اور آپ نے اپنی عقل وفراست کے مطابق کوفہ وغیرہ کے حالات کا جائزہ لے کر وہاں پر موجود اپنے حامیوں کی دعوت قبول کر لی اور یزید کے خلاف انقلابِ حکومت وخلافت کے لیے بغیر کسی ظاہری ساز و سامان کے محض اہل کوفہ کی یقین دہانیوں پر اعتبار کر کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ اور وہاں سے کوفہ کے لیے مع اہل وعیال واعزہ واقارب رختِ سفر باندھ لیا۔ لیکن صد افسوس کہ حالات ان کے اندازہ وخیالات اور عزائم ومقاصد کے بالکل برعکس پلٹا کھا گئے اور آپ نہایت بے کسی و بے چارگی کی حالت میں انتہائی بے جگری سے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جان کی بازی لگا کر جنت کو سدھار گئے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اس حادثہ کے پس منظر اور حقیقی اسباب ومحرکات کے متعلق شروع سے جو دو ذہنی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے بعد میں صدیوں تک بڑی شدت سے تاریخ پر اثر ڈالا' جو روایات کے اختلاف کے باعث اب تک سیرت وتاریخ کے ہر طالب علم کے لیے زبردست فکری خلجان اور ایسے حادثہ کے تجزیہ کے وقت سخت پریشانی کا موجب بنا رہتا ہے۔ چنانچہ عالم اسلام کی معروف ترین اور جلیل القدر شخصیت، حجۃ الاسلام امام ''محمد غزالی'' رحمۃ اللہ علیہ سے امیر یزید کے اسلام واعمال اور قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں یزید کی ذمہ داری اور اس کے لیے دعاء مغفرت وغیرہ جیسے اہم اور خطرناک ترین مسئلہ کے متعلق ان کے ہم زمانہ ایک شافعی فقیہ ''عماد الدین ابو الحسن الکیاھراسی'' متوفی ۵۰۴ ہجری نے استفہام کیا تو امام موصوف نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں مشہور عوامی تصور کی تردید کرتے ہوئے حسب ذیل حیرت انگیز جواب دیا جو مشہور مؤرخ علامہ ''ابن خلکان'' نے اپنی معروف کتاب ''وفیات الاعیان'' میں نقل کیا ہے۔ امام غزالیؒ امیر یزید کے اسلام کی تائید وتصدیق کے بعد قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

وَمَن زَعَمَ أَنَّ يَزِيْدَ اَمَرَ بِقَتْلِ الحُسَينِ أَورَضِيَ بِهٖ..... فَيَنْبَغِي أَن يُّعْلَمَ بِهٖ غَايَةُ الْحَمَاقَةِ، فَاِنَّ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْأَكَابِرِ وَالْوُزَرَآءِ وَالسَّلَاطِينِ فِي عَصرِهٖ لَو أَرَادَأَن يَّعْلَمَ حَقِيقَةَ مَنِ الَّذِي اَمَرَ بِقَتلِهٖ..... وَمَنِ الَّذِي رَضِيَ بِهٖ..... وَمَنِ الَّذِي كَرِهَهٗ لَمْ يَقدِرْ عَلٰى ذٰلِكَ..... وَاِنْ كَانَ الَّذِي قُتِلَ فِي جَوَارِهٖ وَزَمَانِهٖ وَهُوَيُشَاهِدُ، فَكَيْفَ لَو كَانَ فِي بَلَدٍ بَعِيْدٍ..... وَزَمَنٍ قَدِيمٍ قَدِانْقَضٰى..... فَكَيْفَ يُعلَمُ ذٰلِكَ فِيمَا انْقَضٰى عَلَيهِ قَرِيبٌ مِنْ أَرْبَعِمِائَةِ سَنَةٍ فِي مَكَانٍ بَعِيْدٍ..... وَقَدْ تَطَرَّقَ التَّعَصُّبُ فِي الْوَاقِعَةِ فَكَثُرَتْ فِيْهَا

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

الْاَحَادِیْثُ مِنَ الْجَوَانِبِ فَھٰذَا الْاَمْرُ لَا یُعْلَمُ حَقِیْقَتُہٗ اَصْلاً، وَاِذَا لَمْ یُعْرَفْ..... وَجَبَ اِحْسَانُ الظَّنِّ بِکُلِّ مُسْلِمٍ (الی آخرہٖ)

(وَفَیَاتُ الاَعْیَان "لِاِبْنِ خِلِکَان"۔ ج ۱، ص ۴۶۵، طبع مصر)

"جو شخص یہ گمان رکھتا ہو کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا یا وہ آپ کے قتل پر راضی تھا؟ تو جاننا چاہیے کہ ایسا شخص پرلے درجہ کا احمق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے اکابر اور وزراء اور سلاطین جو اپنے اپنے زمانہ میں قتل ہوئے۔ اگر کوئی شخص اس بات کی حقیقت معلوم کرنا چاہے کہ اس کے قتل کا حکم کس نے دیا تھا اور کون اس پر راضی تھا؟ اور کس نے اس فعل کو ناپسند کیا؟ تو وہ آدمی اس کی حقیقت معلوم کرنے پر ہرگز قادر نہیں ہو سکے گا اگرچہ یہ قتل اس کے پڑوس میں اور اس کے زمانہ میں اور اس کی موجودگی میں ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ تو پھر اس واقعہ کی اصل حقیقت تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے جو دور کے شہر میں اور قدیم زمانہ میں ہوا ہو.....؟ تو پھر اس واقعۂ کربلاء کی اصل حقیقت کا کیسے پتا چل سکتا ہے؟ جس پر (امام غزالیؒ کے زمانہ تک) چار سو برس کی طویل مدّت دور دراز مقام میں گزر چکی ہو..... اور پھر یہ بھی مسلّم ہو کہ اس واقعہ کے بارے میں (روافض کی طرف سے) تعصّب کا راستہ اختیار کیا گیا ہو..... جس کی وجہ سے مختلف فرقہ جات کی طرف سے اس کے متعلق بہ کثرت روایات بیان کی گئی ہوں۔ اور جب حقیقت حال تعصّب اور مخلوط و متفرق روایات کے باعث معلوم نہیں ہو سکتی تو پھر ہر مسلمان کے متعلق جب تک قرائن موجود ہوں تو اس کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا واجب ہے۔"

(اداریہ پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور محرم ۱۴۱۸ھ مطابق اگست ۱۹۸۸ء شمارہ ۹/۱۰ جلد ۱۸)

یزید ابن معاویہؒ کے متعلّق سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تأثر:

ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ یزید سے متعلّق کیا تأثر ہے؟ یزید کے متعلّق میرا تو کوئی تأثر نہیں۔ البتہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تأثر یہ ہے کہ وہ اسے مسلمان سمجھتے تھے اور فرماتے تھے: "اگر وہ میری بات سن کر مان لے تو میں اس کی "بیعت" کرنے کو تیار ہوں۔" لہٰذا میرا اپنا کوئی تأثر نہیں نہ میں نے یزید کو دیکھا، نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سمیت، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے بعد دمشق جا کر اس کے ساتھ نمازیں بھی پڑھیں اور اکٹھے کھانا بھی کھایا۔ یزید ان کے ہاتھ بھی دھلاتا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سامنے بیٹھے ہوتے تھے۔ پھر ذوالقعدہ ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کے میدان میں قائد لشکر ہونے کی وجہ سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں۔ اس غزوہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور عبداللہ ابن زبیر

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

رضی اللہ عنہما بھی تھے، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے اور بہت سے جلیل القدر صحابہ بھی تھے۔ ان سب نے ۵۲ھ کے معرکہ قسطنطنیہ میں فوجی کمانڈر یزید کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور جب اسی میدان میں میزبانِ رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو شرعی ضابطہ اور مسنون عمل کے مطابق امیر جیش یزید نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔ تمام صحابہ سمیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کی قیادت میں شرکتِ جہاد کی طرح اس کی امامت میں نماز جنازہ بھی ادا کی تھی۔ بہرکیف وہ کلمہ گو تھا، مسلمان تھا۔ کریکٹر ہم نے نہیں دیکھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ نہیں کہا جو لوگ کہتے ہیں یا کچھ مولوی اور ذاکر کہتے ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم میں اپنے اپنے باپ کی وجہ سے اختلاف ہے۔ وہ دونوں لڑے تھے اب ہم دونوں کی لڑائی ختم ہوسکتی ہے۔ وہ میری شرائط مان لے مجھ سے گفتگو کرلے تو اَضَعُ یَدِی فِی یَدِہٖ میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے ''بیعت'' کرنے کو بھی تیار ہوں!'' اس وقت کوفہ کا گورنر عبیداللہ ابن زیاد تھا۔ سیدنا علی ﷺ کی ایک بیوی محترمہ ام البنین رحمتہ اللہ علیہا کے بھائی اور کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے علم بردار، اور وفادار، وفداء کار ماں سے سوتیلے بھائی جناب عباس کے حقیقی ماموں حضرت ذوالجوشن ضبائی صحابی رضی اللہ عنہ کا بیٹا شمر جو بدبختی سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا مخالف و دشمن اور ابن زیاد کا مشیر و معاون خصوصی بنا ہوا تھا اور بعد میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں شامل ہوکر جہنم کا خریدار بن گیا تھا۔ اس شمر کے بھڑکانے سے ابن زیاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تین بہترین شرائط ماننے سے منکر ہوا۔ نفسانیت و شیطنت کی تکمیل اور اپنے حسد و بغض کی تسکین کے لیے یزید کے حقیقی منشاء اور حکم کے خلاف سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے ہاتھ پر غیر مشروط بیعت کے مطالبہ پر اڑ گیا۔ اس نے کہا کہ میں یزید کا نمائندہ ہوں۔ اس لیے بجائے دمشق جاکر یزید سے خود معاملہ طے کرنے کے یہیں میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ تو اس پر جواباً سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰہِ لَنْ یَّکُوْنَ ھٰذَا اِلَّا بَعْدَ الْمَوْت ''یہ نہیں ہوسکتا' تیری یہ حیثیت نہیں ہے کہ ''لونڈی بچے اور ذلیل لوگ'' مجھ سے غلط مطالبہ کرکے غیر مشروط بیعت لیں یہ بات میرے جیتے جی اور چپ چاپ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ ہاں! میرے مرنے اور قتل ہوجانے کے بعد تم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لے کر سمجھ لو کہ میں نے بیعت کرلی ہے؟ تو یہ ہوسکتا ہے۔ تم اس سے میری گفتگو کراؤ' وہ میری بات اور شروط مان لے۔ ورنہ یزید کی خاطر تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں۔'' اس واقعہ کا حاصل تو سارا اتنا ہی ہے باقی سب لفاظی، سبائیوں رافضیوں کی عجمی دماغی داستان ہے اور کچھ نہیں!

[اقتباس خطاب: جام پور ۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۲۹ مئی ۱۹۸۱ء]

[مطبوعہ: ''الاحرار'' ش ۱، ۲۔ ج ۱۰، رمضان ۱۴۱۰ھ۔ اپریل ۱۹۹۰ء]

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

سازشِ قتلِ حسینؓ، پس منظر، پیش منظر

''آپ پڑھیے ابنِ کثیر، ابنِ جریر کو! آپ کی آنکھیں کھلیں گی، میں ایسے نہیں کہہ رہا، میں نے ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک نہ شہادتِ حسین بیان کی ہے، نہ حضرت علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ کی مکمل سیرت بیان کی ہے۔ جب تک پڑھ نہیں لیا' زبان نہیں کھولی۔ اب بھی دعویٰ نہیں کہ جو میں سمجھا ہوں سب کچھ صحیح ہے لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں میں طالب علم ہوں اس موضوع کا' الحمدللہ! ہر آدمی مجھے اس مسئلے میں نہ روک سکتا ہے، نہ خاموش کرا سکتا ہے، نہ میں ہر ایک آدمی کو حجت سمجھتا ہوں۔ جس کا جی چاہے بات کر لے۔ تقریباً اٹھارہ برس میں نے صرف اس موضوع کو پڑھنے اور سمجھنے میں گزارے ہیں۔ شہادت حسینؓ میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ صحابہؓ موجود ہیں اور حسینؓ کیوں ذبح ہو گئے؟۔ صحابہ موجود ہیں عثمانؓ کیسے قتل ہو گئے؟ گھر میں لٹا کر بکرے کی طرح ذبح کر دیا گیا اور یہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی مدد نہیں! ایک آدمی پاس نہیں پھٹکا۔ اس پر اگر غور نہیں کریں گے تو سمجھ میں کیسے آئے گا؟ پس منظر سمجھنے کے لیے بڑی دور جانا پڑا۔ جنگِ جمل اور صفین، قتلِ عثمانؓ، خلافتِ علیؓ کو سمجھا تو قتلِ عثمانؓ و حسینؓ خود بخود سمجھ میں آ گئے۔ اب بھی کہتا ہوں کہ قتلِ حسینؓ کو سمجھنا ہے تو قتلِ عثمانؓ کو سمجھو اور اگر قتلِ عثمانؓ کو سمجھنا ہے تو ابولولو فیروز، ایرانی بدمعاش، اور مجوسی لفنگا جس نے پناہ کے نام پر مسجدِ نبوی کے پڑوس میں سازش کا مرکز بنایا، جس نے ہرمزان کو ساتھ ملایا، جفینہ کو ساتھ ملایا، سازشی ٹولہ اکٹھا ہوا۔ حضرت علیؓ و عباسؓ کے کہنے پر فاروقِ اعظمؓ نے ان کو مدینے میں پناہ دی تھی۔ انہوں نے اس پناہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ یہ سیاسی جرائم پیشہ ٹولہ تھا۔ اس نے وہی کچھ کیا جو ایران کے مجوسیوں کو کرنا چاہیے تھا۔ سازش ہوئی، دو دھارے نوکیلے خنجر سے عمرؓ کی انتڑیاں کٹیں، زخم مندمل نہ ہو سکا اور تیسرے دن انتقال ہو گیا۔ وہی سازش بڑھی، ابنِ سباء کے روپ میں آئی، عثمانؓ کی گردن اتری۔ فتنہ ختم نہیں ہوا۔ وہ سازش مزید آگے بڑھی۔ علیؓ کے سر مبارک پر، معاویہؓ کے کولہے پر اور خارجہ بن حذیفہؓ کی گردن پر ایک ہی رات میں سحر کے وقت تلوار پڑی۔ علیؓ و خارجہؓ شہید ہو گئے معاویہؓ بچ گئے۔ یہی تلوار آگے چلی، اسی میں حسنؓ کو معزول ہونا پڑا۔ یہی سازش آگے بڑھی' حسینؓ

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

اوران کے بچوں کے لاشے کربلا کے میدان میں تڑپے ہیں۔ سازش یہود اور مجوس کی ہے، صحابہؓ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ جب تک سازش کی ابتدا سے نہیں چلو گے، سراغ نہیں ملے گا کہ حسینؓ کیوں ذبح ہو گئے؟ مذاق ہے کوئی؟ حد ہو گئی، پوچھنے والا کوئی نہیں! ہم بھی سوچتے ہیں آخر۔ ہمارے باپ کو جیل میں روٹیاں پہنچانے والے موجود تھے، حسینؓ کو پانی کا گلاس دینے والا کوئی نہیں تھا؟''

اقتباسِ خطاب: سالانہ جلسہ جامعہ رشیدیہ ساہی وال

زیرِ صدارت: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری قدس سرہٗ

۲۵/دسمبر ۱۹۸۲ء

تاریخ تو چلی ہے صحابہ کرامؓ کے وجود سے، میلی کیسے ہو گئی؟ ان کا دامن پاک ہے لہٰذا تاریخ گندی نہیں ہو سکتی اور اگر گندگی آئی ہے تو اُن میں نہیں تھی، کسی شیطان نے گندگی ڈالی ہے۔ اُن شیطانوں کا نام میں ہمیشہ بتاتا ہوں، یہ یاد رکھنا۔ میں خدانخواستہ کسی تکبّر کی بنا پر دعویٰ نہیں کرتا۔ طبیعت، فطرت، مزاج، معمول اور مسلک کی بنا پر کہتا ہوں کہ میری طرح تمہیں یہ فہرستیں کوئی نہیں سنائے گا۔ علماء کی کمی نہیں، خطیبوں کی کمی نہیں، فصیحوں بلیغوں کی کمی نہیں لیکن مزاج کی کمی تو ہو سکتی ہے۔ طبیعت کا خوف تو ہو سکتا ہے۔ کیا کمی ہے بولنے والوں کی؟ لیکن ۱۹۶۲ء سے جب مجھ فقیر اور گنہگار نے حضرت امیرِ معاویہؓ کے یومِ وفات پر بیان کرنا شروع کیا تو کہاں تھے وہ فصیح و بلیغ؟ کہاں تھے بیان کرنے والے؟ یہ صاحبِ سجادہ و مسجد کہاں تھے؟ یہ منبر و محراب کے وارث کہاں تھے؟ نہ دیوبندی بولتا تھا، نہ کوئی بریلوی، نہ کوئی اہلِ حدیث۔ سب منہ میں گھنگھنیاں ڈال کے بیٹھے ہوئے تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کئی کروڑ گالیاں میں نے کھائیں، ماں بہن کی۔ صرف ملتان کے رافضیوں نے جتنی گالیاں مجھے بکی ہیں۔ میرے خیال میں دنیا کے کسی بہت بڑے خوش نصیب کو اتنی گالیاں نہیں پڑی ہوں گی۔ میں ہی وہ خوش نصیب ہوں جسے ایک صحابیؓ کا نام لینے پر کروڑوں گالیاں پڑیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ چوری، ڈکیتی اور بدمعاشی کے جرم میں گالیاں نہیں کھائیں بلکہ وہ گالیاں صرف ایک صحابیؓ کا نام لینے پر کھائیں۔ میرے مکان کو آگ لگی، فائرنگ ہوئی، ۹ چوریاں ہوئیں، میرے ساتھیوں کو زمین پر سر پکڑ پکڑ کر رگڑا گیا۔ وہ نوجوان زندہ ہیں جنہوں نے دفاعِ معاویہؓ کے نام پر ماریں کھائی ہیں، جیلوں میں گئے۔ میں خود جیل میں گیا۔ کون سا ظلم ہے جو نہیں ہوا؟ لیکن

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

۶۲ء سے ۸۲ء ہے۔ کتنے سال ہو گئے؟ آج ملک میں چل پھر کے دیکھو اور مجھے بتاؤ معاویہؓ کا نام ملک میں لیا جا رہا ہے کہ نہیں؟ یہ نام لیا جاتا رہے گا۔ جب تک اس راستے میں گالیاں نہیں کھاؤ گے، مار نہیں کھاؤ گے، ڈکیتوں چوروں کی زد میں نہیں آؤ گے، کسی حق کو تم اونچا نہیں کر سکتے۔ ایک مسواک کی سنت زندہ کرنے کے لیے بھی کسی جاہل سے جب تک گالیاں نہیں سنو گے تو مسواک کی سنت تازہ نہیں کر سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کارناموں کو بیان کرنے کا حق کون ادا کر سکتا ہے؟ یہ فخر و تکبّر سے نہیں کہتا' اللہ کے شکر کے طور پر کہتا ہوں اگر اللہ نے مجھ سے یہ کام لیا تو میرا اس میں کیا کمال ہے؟ یہ تو اس کا کرم ہے کہ مجھ ناچیز سے کام لے لیا۔ بڑے بڑے بزرگ موجود تھے۔ میرے گھر پر شکایتیں آئیں۔ ماں تک شکایتیں پہنچائی گئیں۔ میرے بہنوئی بہن کو کہا گیا۔ میرے استاد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے پاس اپنے دیوبندیوں کا وفد شکایت لے کر پہنچا۔ انہوں نے مجھے یاد فرمایا۔ میں نے سوچا کوئی مسئلے کی بات ہوگی۔ میں کوئی مسئلہ غلط بیان کر بیٹھا ہوں گا۔ وہ تو فقیہ تھے۔ میں پہنچا تو نیم مسکرا کر فرمانے لگے کہ شاہ جی آ گئے! میں نے کہا جی حاضر ہوں۔ کہنے لگے' بھائی، وہ کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے۔ ہائے! ایسے استاد کہاں سے لائیں؟ جیسے بھائی بھائی سے گفتگو کرتا ہے۔ وہ تو مجھے جوتا بھی مار کر کچھ حکم دیتے تو ان کا حق تھا۔ استاد اور پیر و مرشد کا بڑا درجہ ہے ماں باپ کے بعد۔ تو خیر اپنوں کے وفد نے کہا کہ حضرت، وہ بخاری کا بیٹا بڑا بگڑا ہوا ہے۔ آپ کا شاگرد ہے، بہت تیز ہو گیا ہے، امیر معاویہؓ کا ڈنے بھی منا لیا۔ کھڑا ہو کر یزید کا نام بھی لیتا ہے، اس کو ذرا لگام دیجیے۔ گویا یزید کا نام لینے سے ان کا وضو ٹوٹتا ہوگا۔ الحمد للہ ہماری تو کبھی نیت بھی خراب نہیں ہوئی۔ وضو کیا ٹوٹے گا۔ ہاں جی! نام لینے سے کیا فرق پڑتا ہے، بھئی تم روز کنجریوں کے نام لیتے ہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی، تم روز بھڑووں، ڈومنوں، دلالوں، ڈوم ڈھاڑیوں کا، قوالوں کا، ایکٹروں کا، ایکٹرسوں کا نام لیتے ہو جو بدکاری میں لتھڑے ہوتے ہیں تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں صحابیؓ کے ایک بیٹے کا جو گنہ گار بھی تھا، مسلمان بھی تھا، کلمہ گو بھی تھا، اس کی کچھ غلطیاں بھی ہیں، اس کی کچھ اچھائیاں بھی ہیں، اگر میں نے نام لے لیا تو کون سا عرش کا کنارا ہل گیا۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہوا ہے ہوا، رافضیوں کا قائم کیا ہوا، ہوا اور رافضیوں کا پھیلایا ہوا وہ جال جس میں غافل و بے پرواسنّی، ایمان کے بارے میں انتہا درجے کا سست اور اپنے انجام سے بالکل بے خبر سنّی، اپنے دشمن سے بے خبر سنّی اس جال میں پھنسا ہوا ہے۔ نہ اس کو دوست کی تمیز ہے نہ دشمن کی خبر۔ مجھے فرمانے لگے کہ بھائی، کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے۔ میں نے کہا جی حکم! فرمایا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ امیرِ

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کا نام لیتا ہے۔ میں نے کہا کہ جی پھر آپ نے کیا فرمایا؟ ہائے! اُن کو معلوم تھا کہ میں نے کوئی غلط مسئلہ بیان نہیں کیا۔ کیونکہ جب میں بولتا تھا تو حضرت کے شاگرد، میرے استاد بھائی اور جو بعد میں آنے والے ہیں اُن کے سامنے دانستہ کھل کر مسئلہ بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بھائی! حضرت استاد کو بتا دینا کہ آج اس نے یہ کہا ہے۔ اگر غلط ہے تو اصلاح فرمادیں تا کہ اس کو بیان کردوں کہ غلط ہے۔ استاد زندہ ہو تو اپنا علم اس کے سامنے پیش کرنا چاہیے تا کہ وہ سمجھے کہ غلط ہے یا صحیح، تو میں نے فوراً کہا کہ حضرت ایک گزارش کروں؟ فرمایا 'ہاں کہو بھائی۔ میں نے کہا کہ آپ کے سامنے میں پہلے بھی نالائق تھا، اب بھی نالائق ہوں۔ آپ کے نالائق ترین شاگردوں میں کہلانے کے قابل بھی نہیں۔ یہ فرمائیں کہ آپ کو اب تک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے کوئی غلط مسئلہ بیان کیا ہے؟ فرمایا کہ الحمدللہ ایسا تو اب تک نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ جی بس ''میری پگ گئی'' (میں سرخرو ہوگیا)۔ مطلب واضح تھا کہ مسئلہ غلط نہیں ہے۔ باقی مصلحت اور چیز ہے مسئلہ اور چیز ہے۔ اگر میں غلط ہوتا تو وہ مجھے فرماتے کہ دیکھو بھائی، تم نے یزید کے بارے میں کیا کہہ دیا؟ حضرت حسین رضی اللہ کے متعلق کیا کہہ دیا؟ الحمدللہ، اللہ نے نہ مرشد کے سامنے شرمندہ کیا، نہ استاد کے سامنے، نہ باپ کے سامنے، نہ اب جو علماء ہیں ان کے سامنے اور اللہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی شرمندہ نہیں کرے گا، اللہ علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ کے سامنے بھی شرمندہ نہ کرے اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کے سامنے بھی شرمندہ نہ کرے، امیرِ معاویہؓ کے سامنے بھی شرمندہ نہ کرے۔ سن لو! اگلے سال پھر پتہ نہیں زندگی بھی ہے کہ نہیں، ہمیں یزید کی فکر نہیں۔ ہمیں تو امیرِ معاویہؓ کی فکر ہے۔ یزید صحابی نہیں ہے، ہمیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے ''نَحْنُ لَا نُحِبُّهٗ وَ لَا نَسُبُّهٗ'' ہم اس سے محبت کرتے ہیں نہ گالیاں دیتے ہیں۔ مسلمان حاکموں میں سے ایک حاکم تھا، بہت سے اچھے کام بھی اس نے کیے، غلط کام بھی کیے۔ انسان جو تھا 'معصوم نہیں تھا اور صحابی بھی نہیں تھا۔ ہم پر اس کا اتنا ڈیفنس تو جائز ہوگا جس میں صحابی کی توہین نہ ہوتی ہو اور اگر صحابی پر حرف آتا ہو تو پھر ہم ڈیفنس نہیں کر سکتے پھر معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ صحابہؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حکم ہے کہ ان کی فکر کرو، ان کا دفاع کرو۔ اگر ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع کریں گے تو خدا کی رحمت قیامت کے دن ہمارا دفاع کرے گی۔

(اقتباس خطابِ جمعہ، جامع مسجد معاویہ، ملتان ۱۹۸۲ء)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

شہیدِ غیرت، مظلومِ کربلا، ریحانۃ النبی

سیدنا حسین ابنِ علی سلام اللہ و رضوانہٗ علیہما

جماعتِ صحابہؓ..... دانائے سبل، فخر الرسل، مولائے کُل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پروردہ جماعت ہے کہ جن کا حکم، حکم الٰہی، کلام، کلام الٰہی اور عمل منتہائے ربی ہے۔ مولائے کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے تین لاکھ سے متجاوز قدسی صفت صحابہؓ کی جماعت گراں مایہ میں فکر و نظر اور شعور و احساس کا وہ نور منتقل کیا کہ جو قیامت تک امتِ رسول ﷺ کے لیے ہدایت اور حریت کے راستوں کو اجالتا رہے گا۔

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، نور نظر علی المرتضیٰ، سیدنا حسین سلام اللہ و رضوانہ علیہ بھی اسی جماعتِ صحابہؓ کے فرد فرید اور لُوئے لالہ ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات میں اسوۂ رسالت کا یہی نورانی عکس نمایاں تر ہے۔ آپ کا اسوہ مقام صحابیت کی عملی تفسیر ہے۔ اور اس سے اس ارشاد نبوی کی صداقت پر ایمان قوی ہو جاتا ہے کہ جماعت صحابہ کا ہر ہر فرد قیامت تک امت رسول کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ وہ سب آسمان نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ وہ سب مومنین کاملین ہیں۔ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ نے کلام اللہ میں دی۔ منافقت اور ایمان کی راہیں متضاد اور جدا جدا ہیں۔ بعض لوگ منافقت کا روپ دھار کر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی منافقت واضح کر دی۔ حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اُن منافقین کا نام لے لے کر انہیں اپنی جماعت سے باہر نکال دیا تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے کے بعد کسی صحابیٔ رسول کے ایمان میں شک کا اظہار بجائے خود منافقت ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ .....! صالح، زاہد، عابد، باکمال، منکسر المزاج، متواضع، شب زندہ دار، تہجد میں اللہ سے گفتگو کرنے والے، اپنے رب کے حضور عجز کا اظہار کر کے طویل سجدے کرنے والے اور قیام طویل میں ایک یا دو پارے نہیں سورۃ بقر ایک رکعت میں پڑھنے والے تھے۔ جنہوں نے بچپن میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پیار کی بہاروں کو لوٹا ہے۔ آپ کی گود میں کھیلے ہیں اور وہ ریحانۃ النبی ہیں..... حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا.....

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

''جس نے ان (حسنین رضی اللہ عنہما) کے ساتھ محبّت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض وعناد رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا'' (مشکوٰۃ، الفصل الاول، صفحہ ۵۶۸)

''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، جس نے ان سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا'' (مشکوۃ، الفصل الاول، صفحہ ۵۷۱)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی معیت جسدی اور معیتِ زمانی حاصل ہے۔ آپ براہِ راست فیضانِ رسول حاصل کرنے کے شرف سے مشرف ہیں۔ آپ کا یہ مقام ومرتبہ اور اجلال واکرام ہی ہماری محبتوں کا مرکز ومحور ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت' منافقین عجم کے سازشی فکر وفلسفہ کا شاخسانہ ہے۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے دین کی روح عمل سمجھ میں آجاتی ہے اور غیرت وحمیت اپنے اوج کمال پر نظر آتی ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جہاں غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلعتِ شہادت زیب تن کی، وہاں انھوں نے منافقین عجم کے اس گروہِ خبیث کو بھی ہمیشہ کیلئے رسوا کر دیا جو ان کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے درپے آزار ہو کر خلافتِ عثمانی پر مہلک وار کر چکا تھا۔

حادثہ کربلا کے پس منظر میں یہودیوں، سبائیوں اور مجوسیوں کی منافقانہ سازشیں کارفرما تھیں۔ خیبر کی شکست، جزیرۃ العرب سے انخلاء اور اپنے اقتدار کے چکنا چور ہونے کے بعد یہودیوں نے امتِ مسلمہ میں انتشار وافتراق کی گہری سازشیں شروع کر دی تھیں اور وہ اسلامی حکومت کے استحکام اور تیزی سے بڑھتی ہوئی فتوحات سے خوفزدہ ہو کر انتقام پر اتر آئے تھے۔ ادھر عجمی مجوسیوں کو اقتدارِ کسریٰ کے ملیامیٹ ہو جانے کے کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم چاٹنے کی مصروفیت تھی، انہی دو نمایاں عناصر کو ایک حبشی نسبی یہودی مسٹر عبداللہ ابن سباء جیسا شر دماغ سازشی میسر آیا جس نے شہید مظلوم سیدنا حسینؓ کی شہادت تک مرکزی کردار ادا کیا۔

۶۰ھ میں جب امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو کوفہ کے کچھ منافقوں نے سیدنا حسینؓ کو خط لکھا کہ ''حسینؓ! تجھ کو مبارک ہو' معاویہ مر گیا!'' سازش اور فساد کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ کوفیوں نے سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے، خلافت پر متمکّن ہونے کی دعوت دی اور کہا کہ ہمارا کوئی امام نہیں، میدان خالی ہے۔ پھل پک چکا ہے، آئیے! ہم آپ کو امام مانتے ہیں۔ تاریخ کی

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

روایات میں ہے کہ سیدنا حسینؓ کو بارہ ہزار خطوط لکھے گئے۔ آپ نے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔ پہلے ہزاروں کوفیوں نے ان کی بیعت کی پھر انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ چنانچہ جب سیدنا حسینؓ مقام ثعلبیہ پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تو آپ نے جناب مسلم بن عقیل کے بیٹوں سے مشورہ کے بعد یزید سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے بھی آپ کے ساتھ تھے اور اسی مقام سے کوفہ کی بجائے شام کا سفر شروع کیا۔ ابن زیاد اور شمر جو مسلم بن عقیل کے قتل میں براہِ راست شریک اور ملوث تھے، انھوں نے سمجھ لیا کہ اگر سیدنا حسینؓ 'یزید کے پاس پہنچ گئے تو اصل سازش عیاں ہو جائے گی اور مفاہمت ہو جائے گی۔ چنانچہ انھوں نے آپ کا راستہ روکا اور اپنے ہاتھ پر یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ سیدنا حسینؓ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: ''ابن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت؟ یہ میری موت کے بعد ہی ممکن ہے''۔ سیدنا حسینؓ کا یہ فیصلہ عین حق تھا اور غیرت حسینؓ کا یہی تقاضا تھا۔ پھر میدان کربلا میں سیدنا حسینؓ نے جو تین شرائط پیش کیں، اُن پر ائمہ اہل سنت اور ائمہ اہل تشیع متفق ہیں اور دونوں طبقوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جو ''تاریخ ابن کثیر''، ''تاریخ طبری'' اور شیعہ کی مشہور کتاب ''الشافی'' میں کچھ یوں مرقوم و مرتسم ہیں:

اختاروا منی، اما الرجوع الی المکان الذی اتیت منه، او اضع یدی فی ید یزید فهو ابن عمی یری فی رایه. واما ان تسیّرونی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلا من اهله لی مالهم وعلیّ ما علیهم. وان عمرو کتب الی عبید اللّٰه بن زیاد بماسئال فابیٰ علیه و کاتب بالناجزة.

(علی نقی النقوی، السبطان فی موقفیهما، ص ۱۰۳، ۱۰۴، بحوالہ تنزیہ الانبیاء، ص ۱۷۹، ۱۸۲، وتلخیص الشافی، ج ۳، ص ۱۸۲، ۱۸۸ باختلاف یسیر)

''میری کوئی ایک بات مان لو۔ یا تو میں جس جگہ سے آیا ہوں وہاں لوٹ جاؤں یا میں اپنا ہاتھ یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں رکھ دیتا ہوں، پس وہ میرا چچازاد ہے، میرے بارے میں جو رائے مناسب سمجھے گا اختیار کر لے گا۔ یا مجھے مسلمانوں کے سرحدی علاقوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانے دو تا کہ میں ان میں سے اک شخص بن

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

جاؤں میرا بھی وہی حق ہو جوان کا ہے اور میری بھی وہی ذمہ داری ہو جوان کی ہے۔

روایت کیا گیا ہے کہ عمرو (ابن سعد) نے آپ کی پیش کش ابن زیاد کو لکھ بھیجی مگر وہ نہ مانا اور لڑائی کا حکم لکھ بھیجا۔"

تاریخ طبری میں امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی واقعہ کربلا کے حوالہ سے بیان کردہ روایت میں بھی یزید کے پاس جانے کی پیشکش کا ذکر ہے۔

"فَلَمَّا اَتَاهُ قَالَ لَهُ الحُسَين. اِختَرْوَاحدة. اما ان تدعونی فاصرف من حيث جئتُ. اما ان تدعونی فاذهب الی يزيد. واما ان تدعونی فَألحق بالثغور." (تاریخ الطبری، ج۶، ص۲۲۰)

"پس جب وہ (ابن سعد) آئے تو حسینؓ نے ان سے فرمایا: کوئی ایک بات اختیار کرلو۔ یا تو مجھے چھوڑ دو تا کہ جہاں سے آیا ہوں وہاں لوٹ جاؤں یا مجھے آزاد چھوڑ دو تا کہ میں یزید کے پاس چلا جاؤں، یا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں سرحدی علاقوں کی طرف چلا جاؤں۔"

ابن سعد نے آپ کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے ابن زیاد کو اطلاع دی تو اس نے شمر بن ذی الجوشن کے مشورہ کے مطابق پہلے ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت کی شرط رکھ دی۔

لا ولا كرامة حتى يضع يده فی يدی.

"نہیں، عزت واکرام تب ہوگا جب وہ پہلے میرے ہاتھ میں ہاتھ رکھیں"

یہ سن کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ابن سعد سے فرمایا:

"فقال له الحسين، لا والله لا يكون هذا ابداً." (طبری، ج۶، ص۲۲۰)

"پس حسین نے ان (ابن سعد) سے فرمایا: بخدا یہ تو کبھی نہ ہو پائے گا۔"

طبری وابو مخنف وغیرہ نے میدان کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے رفیق زُہیر بن قیس کی تقریر کے وہ الفاظ نقل کئے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ: اے اللہ کے بندو! فاطمہ رضوان اللہ علیہا کی اولاد بہ نسبت ابن سمیہ (ابن زیاد) کے تمہاری محبت ونصرت کی زیادہ مستحق ہے، لیکن اگر تم ان کی مدد نہیں کرتے تو ان کے قتل کے درپے ہونے سے باز آجاؤ اور ان کا راستہ چھوڑ دو۔

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

"فخلوا بين هذا الرجل وبين ابن عمه يزيد بن معاوية فلعمری ان يزيد يرضى من طاعتكم بدون قتل الحسين." (طبری، ج۶، ص۲۴۳)

"پس اس شخص (حسین) اور ان کے چچازاد یزید بن معاویہ کے درمیان سے ہٹ جاؤ اور انہیں وہاں (یزید کے پاس) جانے دو۔ مجھے اپنی جان کی قسم یزید قتل حسین کے بغیر ہی تمہاری اطاعت سے راضی ہے۔"

تاریخ طبری، الکامل لابنِ اثیر، ج۴، ص۲۴ اور ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۱۷۰ وغیرہ جیسے قدیم و بنیادی مصادر تاریخ میں مذکور یزید سے مصالحت سمیت تین نکاتی حسینی پیشکش متعدد شیعہ کتب میں بھی صراحتاً مذکور ہے۔

یہی وہ تین شرائط ہیں جو اہل سنت کے لیے فیصلے کا معیار ہیں۔ اصل مجرموں کی شناخت کے لیے بھی یہیں سے حقیقی بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔ ان شرائط کے مطالعہ کے بعد کسی قصے، کہانی اور افسانے کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور حقائق کھل کر، ابھر کر اور نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

جو لوگ آج آلِ رسول اور اہل بیت رسول علیہم الرضوان کی محبتوں کا واسطہ دے کر حق و باطل کے خانہ ساز معرکے اٹھا رہے ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کی ساری خرمستیاں، سبائی دولت، اشتری حیلوں، حکیمی تبحر اور مختاری چالوں کا مظہر کامل ہیں۔ یہود و مجوس کی ساری تگ و دو اس نکتہ پر مرتکز ہے کہ تاریخ، ادب، سیاسیات، سماجیات اور اعتقادات کے ہر ہر گوشے میں شرک اور نفاق کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے بت کھڑے کر دیئے جائیں۔ میدان جنگ میں عبرتناک شکست اور ذلت آمیز موت سے پے در پے دوچار ہونے والے اعداءِ رسول و اعداءِ اصحاب رسول کے پاس یہی ایک انتقامی حربہ تھا جو پوری قوت سے مسلسل آزمایا گیا اور آزمانے والے وہی تھے کہ فتنہ و سازش اور شرک و نفاق جن کی فطرت و طینت، ضمیر و خمیر، سرشت و خصال اور فکر و نہاد کے اجزاء ترکیبی ہیں۔ جس کا دردناک مظاہرہ شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی صورت میں ہو چکا تھا۔

"بندگیٔ بوتراب" کا نعرہ سرزمینِ عجم کو اسی لیے راس اور خوش آیا کہ یہاں صنم پرستی، شاہ پرستی، اور شخصیت پرستی مزاجوں کا حصہ ہو چکی تھی۔ جہاں بندگیٔ طاقت و دولت آئین ہائے کہنہ و نو کے متن واحد کا درجہ رکھتی تھی، ایسی رت میں، ایسے ماحول میں اور ایسے موسم میں خیبانِ عجم، یہود و مجوس کے لیے

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

سازگاری ہی سازگاری تھی۔ چنانچہ ملت ابراہیمی کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ اور امت محمدیہ کی ابدی شوکت وسطوت کو مجروح ومسخ کرنے کے لئے آلِ رسول علیہم الرضوان کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور کربلا مقتلِ آلِ رسول بنادی گئی۔ سبطِ رسول شہید کردیئے گئے اور انہی کے نام پر ایک نیا دین گھڑا گیا، ایک نیا دھرم متعارف کرایا گیا جس کے پجاری وبیوپاری گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کے صدر اوّل میں اپنی جانکاہ ہزیمتوں کا انتقام لے رہے ہیں لیکن یہ دین اسلام ہے کہ خون صحابہ اور اسوۂ وآثار اصحابِ رسول علیہم الرضوان اس ناقابل تسخیر قلعہ کی فصیلیں ہوگئی ہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام گونجتا رہے گا اور اسلام کی آبیاری کے لئے جان ومال قربان کرنے والوں (صحابہ کرامؓ) کا نام بھی تابدتابندہ رہے گا۔

حادثۂ کربلا کا تعلق عقائد سے نہیں تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ بعض لوگوں نے تاریخ کی بنیاد پر عقیدہ گھڑلیا ہے۔ جو یقیناً جہالت اور گمراہی ہے۔ تاریخ کی تمام کتابوں میں ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نہ تو اپنی بیعت کا مطالبہ کیا اور نہ ہی یزید کی خلافت کو کہیں غلط کہا۔ مدینہ، مکہ اور کربلا تک کسی ایک مقام پر آپ کے کسی خطبے میں یزید کے خلاف کوئی چارج شیٹ نہیں۔ کوفہ کے سبائی منافقوں کے خطوط کی بنیاد پر آپ نے اصلاحِ احوال کے لیے سفر کا آغاز کیا۔ آپ کو سفر کوفہ سے روکنے والوں میں سیدنا عبداللہ بن عباس (چچا) سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار (تایا زاد اور یزید کے سسر) سیدنا عبداللہ بن عمر (بھانجے)، سیدنا محمد بن علی حنفیہ (بھائی) سیدنا عبداللہ بن زبیر جیسے آپ کے قریبی رشتہ دار اور عظیم لوگ تھے لیکن آپ نے اپنے فیصلہ میں تبدیلی نہ فرمائی۔ ابن زیاد اور شمر سیدنا حسین کے قتل میں براہِ راست ملوث ومجرم ہیں۔ شہادتِ حسینؓ کے بعد سیدنا زین العابدین اور سیدہ سکینہ یزید کے گھر رہے۔ یزید نے قسم کھا کر قتل حسینؓ سے برأت کا بیان دیا اور سیدنا زین العابدین نے یزید کا بیان صفائی قبول کیا۔ یہاں تک کہ یزید نے انہیں ہدایہ اور مال اسباب دے کر محافظوں کے ساتھ اُن کی خواہش کے مطابق مدینہ منورہ روانہ کیا۔ سیدنا زین العابدین ۹۵ھ تک حیات رہے۔ انھوں نے یزید کی وفات کے بعد بھی ۳۵ سال تک اس کے خلاف ایک جملہ نہیں فرمایا۔ تب تو وہ کسی جبر کا شکار نہیں تھے۔ جبکہ ابن زیاد اور شمر بھی قتل ہو چکے تھے۔ سیدنا زین العابدین حادثۂ کربلا کے عینی شاہد ہیں اور اُن کی کوئی گواہی یزید کے خلاف نہیں۔ جبکہ مذکورہ بالا حضرات یزید کی بیعت پر قائم رہے۔

سانحہ کربلا کے سلسلے میں اہل سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ٹھیک اسی طرح دھوکہ دیا گیا جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا گیا۔ اس سانحۂ عظیم اور حادثۂ

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

فاجعہ کو سمجھنے اور حقیقی سازشی کرداروں سے آگاہی کے لیے شہادت سیدنا عثمان ؓ کے محرکات اور اسباب وعوامل کو جانچنا اور مجرموں کو پہچاننا ضروری ہے۔اس سازش کا مرکزی کردار یہودی النسل مسٹر عبداللہ ابن سباء منافق تھا۔ اسے سیدنا علی ؓ کے حکم پر قتل کیا گیا۔اسی کی سبائی تحریک کی باقیات عبد الرحمٰن بن ملجم ، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی، تینوں خارجی تھے۔ جنگ نہروان کے بعد یہ مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے ،قتل کی سازش تیار کی اور منتشر ہوکر اپنے اپنے مقام کوفہ،شام اور مصر پہنچ گئے۔ چنانچہ سیدنا علی پر ابنِ ملجم نے کوفہ میں، سیدنا معاویہ پر برک بن عبداللہ نے دمشق میں اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم پر عمرو بن بکر تمیمی نے مصر میں ۱۷ رمضان ۴۰ھ میں بیک وقت فجر کی نماز کے وقت قاتلانہ حملہ کیا۔ سیدنا علی ؓ شہید ہوئے۔ سیدنا معاویہ ؓ زخمی ہوئے اور عمرو بن عاص ؓ بچ گئے کہ اس روز وہ مسجد میں تشریف نہ لائے۔ اُن کی جگہ خارجہ بن حذیفہ نماز پڑھا رہے تھے اور وہ شہید ہو گئے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا موقف برحق ہے:

سیدنا حسینؓ نے اپنے خطبہ میں خود فرمایا کہ ”میرے گروہ کے افراد نے مجھے دھوکہ دیا“ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فی دھوکہ بازوں، منافقوں اور سبائی تحریک کی سازش کا شکار ہوئے۔ انھوں نے مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر اصلاحِ احوال کے لیے فرمایا۔ سازش عیاں ہونے پر ثعلبیہ سے کوفہ کی بجائے شام کا رخ اختیار کیا۔ یوں کربلا کا سفر، سفر قصاصِ مسلم بن عقیل ہے۔ کربلا میں آپ نے فرمایا: ”میں اصلاحِ احوال کے لیے آیا ہوں“ پھر تین شرائط مفاہمت کی پیشکش ہیں۔ سیدنا حسین ؓ نے اگر یزید کی بیعت نہیں کی تو یہ ان کا اجتہادی حق تھا۔ بحیثیت صحابیِ رسول وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہنے یا اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتے تھے کہ مجتہد دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ چنانچہ مکہ، ثعلبیہ اور کربلا تینوں مقامات پر جوں جوں صورتحال آپ پر واضح ہوتی گئی، آپ کا اجتہادی موقف بھی بدلتا رہا۔ اور سازشی کردار بھی واضح ہوتے چلے گئے۔ کربلا میں یقیناً ظلم ہوا۔ اس ظلم میں ملوث سازشی ظالم ناقابل معافی ہیں۔ ان ظالموں کی مذمت قیامت تک ہوتی رہے گی۔ سیدنا حسین ؓ اور سیدنا علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حسین ؓ اور دیگر گواہان و باقیاتِ کربلا کا مؤقف برحق ہے۔ ہمارے دل اور زبانیں سیدنا حسین ؓ اور ان کے رفقاء کے ساتھ ہیں۔

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

غزوۂ قسطنطنیہ

بَابُ مَا قِيْلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ

حدیث:

حَدَّثَنَا اِسحٰقُ بنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيّ ثنا يحيى بن حمزه ثنى ثَوْر بن يزيد عن خالد بن مَعْدَان اَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الاَسْوَدِ الْعَنَسِيّ حدّثه اَنَّهُ اَتٰى عُبَادَةَ بنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِيْ بِنآءٍ لهُ وَمَعَهُ اُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا امُّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغزُوْنَ الْبَحرَ قد اَوجَبُوْا(۱) قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا فِيْهِم قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِّن اُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ(۲) قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَّهُمْ فَقُلْتُ أَنا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لا .(حدیث رقم ۲۹۲۴)

حواشی: (الشیخ المحدث احمد علی سہارنفوری رحمۃ اللہ علیہ)

(۱) قَدْ أَوجَبُوا. أَیْ فَعَلُوا فِعْلاً وَجَبَتْ لَهُم بِهِ الجَنَّة. ۱۲ فتح

(۲) مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ. أَیْ مَلِكِ الرُّوْمِ قَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ كَانَ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ يَزِيْدُ بْنُ مُعٰوِيَةَ وَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ كَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِي اَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ وَ تُوُفِّيَ بِهَا أَبُو أَيُّوبَ سَنَةَ اِثْنَيْنِ وَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ انتهى. كَذَا قَالَهُ فِي الْخَيْرِ الْجَارِيْ وَ فِي الْفَتْحِ قَالَ الْمُهَلَّبُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رضى اللّٰه عنه لِأَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهٖ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِينَةَ قَيْصَرَ وَتَعَقَّبَهُ ابْنُ التِّيْنِ وَابْنُ الْمُنِيْرِ بِمَا حَاصِلُهُ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهٖ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ أن لَا يَخْرُجَ بِدَلِيْلٍ خَاصٍّ اِذْ لَا يَخْتَلِفُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ مَشْرُوْطٌ بِأَن يَكُوْنُوْا مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰى لَوِ ارْتَدَّ أَحَدٌ مِمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اِتِّفَاقاً فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مَغْفُوْرٌ لِمَنْ وُجِدَ شَرْطُ الْمَغْفِرَةِ فِيْهِ مِنْهُمْ انتهى. ۱۲

(صحیح البخاری، المجلد الاوّل، کتاب الجہاد باب: باب ما قیل فی قتالِ الروم. ص: ۴۰۹-۴۱۰، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

حدیثِ قسطنطنیہ اور یزید

حاشیہ، الشیخ المحدّث مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: حضرت عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا قیام حمص کے ساحل پر اپنے ایک مکان میں تھا اور ان کے ساتھ (ان کی اہلیہ) حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

عمیر کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے حدیث سنائی کہ انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا انھوں نے اپنے لیے واجب کرلیا (اللہ کی رضا اور جنت کو) حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں تم بھی ان کے ساتھ ہوگی" کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا ان کی مغفرت کر دی گئی۔ تو میں نے (حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے) کہا یا رسول اللہ کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ (صحیح بخاری، جلد اوّل، باب ما قیل فی قتال الروم، ص ۴۰۹، ۴۱۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

حواشی: (۱) "قد أجبوا" (انھوں نے اپنے لیے واجب کرلیا) مطلب یہ ہے کہ انھوں نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا جس کی وجہ سے ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ فتح

(۲) "مدینة قیصر" (قیصر کا شہر) مراد ہے رومیوں کا بادشاہ۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے قیصر کے شہر سے جہاد کیا وہ یزید بن معاویہؓ ہے۔ اور اس کے ساتھ اکابر صحابہ کی ایک جماعت بھی شامل ہوئی۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن الزبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم۔ اسی جہاد میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی یہ سنہ ۵۲ ہجری بنتا ہے۔ (قسطلانی کی بات مکمل ہوئی، ایسی ہی بات الخیر الجاری میں کہی ہے) اور فتح (مراد فتح الباری حافظ ابنِ

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

حجر) میں ہے کہ مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے اس لیے کہ انہی نے سب سے پہلے سمندری جہاد کیا۔ اور ان کے بیٹے (یعنی یزید) کی بھی منقبت ہوئی کہ قیصر کے شہر پر وہ سب سے پہلا حملہ آور ہے۔

لیکن ابن التین اور ابن المنذر نے اس بات پر کہا ہے کہ اس کا (مراد یزید) اس عمومی حکم میں داخل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے۔ وہ کسی اور دلیلِ خاص کی وجہ سے نہیں نکل سکتا۔ اس لیے کہ اہلِ علم میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "مغفور لہم" (ان کی مغفرت کر دی گئی) مشروط ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ اہلِ لشکر مغفرت کے لائق بھی ہوں چنانچہ اگر ان نمازیوں میں سے کوئی اس غزوہ کے بعد (معاذ اللہ) مرتد ہو گیا تو وہ بالاتفاق اس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ لہذا مراد یہ ہوئی کہ ان نمازیوں میں سے اسی کی مغفرت کی جائے گی جس میں مغفرت کی شرط پائی جاتی ہوگی۔ (فتح الباری کا اقتباس مکمل ہوا۔)

نوٹ: (اہلِ سنت والجماعت کے ائمہ متبوعین وعلماء صالحین میں سے کوئی قابلِ ذکر عالم یزید کے خدانخواستہ مرتد یا کافر ہونے کا قول نہیں کرتا)

نیز علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شامل تھے:

"كَانَ الْحُسَيْنُ يَفِدُ إِلَىٰ مُعَاوِيَةَ فِي كُلِّ عَامٍ فَيُعْطِيهِ وَيُكْرِمُهُ وَكَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ غَزَوْا قُسْطُنْطِينِيَّةَ مَعَ ابنِ مُعَاوِيَةَ يَزِيدَ."

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہر سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لاتے وہ ان کی عزت افزائی فرماتے اور انعام واکرام سے نوازتے نیز وہ (حسینؓ) اس لشکر میں بھی شامل تھے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید کے ہمراہ قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ: ج۸، ص۵۱)

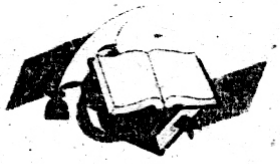

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

یزید پر لعنت کا مسئلہ
علماء احناف و دیوبند کی نظر میں

علامہ عبدالعزیز فرہاروی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ)

برصغیر کے معروف عالم و مصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی حنفی یزید پر لعنت کو غلط فعل قرار دیتے ہیں کہ لعن یزید سے روکنے والے اہل سنت کو خارجی قرار دینا قواعد شریعت کے منافی ہے:

لَا یَجُوزُ لَعن کُل شَخصٍ بِفِعلِهٖ فَاحفَظ هٰذَا وَلَاتَکُن مِنَ الَّذِیْنَ لَایُرَاعُوْنَ قَوَاعِدُ الشَّرع وَیُحَکِّمُونَ بِأَن من نهی عَن لَعن یَزِید فَهُوَ مِنَ الْخَوَارِج.

ترجمہ: کسی شخص کو اس کے کسی فعل کی بناء پر لعنت ملامت کرنا جائز نہیں۔ پس اس بات کو یاد رکھو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو قواعد شریعت کا لحاظ نہیں کرتے اور ہر اس شخص پر خارجی ہونے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں جو یزید پر لعن طعن کرنے سے روکتا ہے۔ (النبراس، شرح العقائد، ص ۳۳۲)

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء):

حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے، اگر وہ شخص قابل لعن ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے۔ پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا متحقق نہ ہو جائے، اس پر لعنت نہیں کرنا چاہیے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں، مگر جس کو محقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے۔

اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اوّل میں وہ مومن تھا۔ اس کے بعد ان افعال کا وہ مرتکب تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا، تحقیق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں۔ لہٰذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعنِ مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔

پس جواز لعن اور عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے۔ کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رشید احمد)

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب ایمان اور کفر کے مسائل، ص ۳۵۰)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء):

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی یزید کے بارے میں فرماتے ہیں:

یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر بحر ابیض اور بلاد ہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بری افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ خود یزید کے متعلق بھی تاریخی روایات مبالغہ اور آپس کے تخالف سے خالی نہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، جلد اول، ص ۲۴۲۔۲۵۲)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذ رشید، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، بانی مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنو)

ہمارے گھر کی مجلس: والد ماجد مرحوم تعزیہ داری کے سلسلے کی چیزوں میں تو شرکت نہیں کرتے تھے بلکہ ایک حد تک اسے صحیح بھی نہیں سمجھتے تھے۔ مگر ۹ رمحرم کو شب کی مجلس بڑے اہتمام سے کراتے تھے۔ جیسے کہ ۱۱ر یا ۱۲ر ربیع الاول کو مجلسِ میلاد شریف اہتمام سے ہوتی تھی۔ میلاد میں تو مٹھائی (جلیبی یا لڈو) گھر ہی پر حلوائی بلوا کر بنوائی جاتی تھی۔ بازار سے اس موقع کے لیے مٹھائی خریدنا والد ماجد پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور مجلسِ شہادت کے لیے ایک بکرا خود خرید کر لاتے تھے اور اس کا پلاؤ پکوایا جاتا تھا جو اہلِ مجلس میں تبرکاً تقسیم ہوتا۔ اس ضمن میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ہمارے یہاں بکرے کے گوشت کا رواج شادیوں تک میں بھی نہ تھا، عام طور سے گائے کا گوشت ہی استعمال ہوتا تھا لیکن مجلسِ شہادت کے لیے ہمارے گھر یہ خصوصی اہتمام برتا جاتا تھا۔ ایام عزا کی یہ مجلسیں ہمارے حقیقی ماموں حافظ سعید احمد مرحوم (اپنی پارٹی کے ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ ان مجلسوں کا ایک شعر اب تک یوں یاد ہے کہ

خدا کے نور سے پیدا ہوئے یہ پنجتن
محمد و علی و فاطمہ و حسین و حسن

کچھ اپنا رونا رُلانا: مجھے ۶، ۷ سال کی عمر میں پورا شعور آ گیا تھا، مجلسوں میں جو کچھ سنتا تھا اسے سمجھتا تھا۔ واقعۂ شہادت سُن کر خوب رویا کرتا تھا بلکہ اتنی دلچسپی اس واقعہ سے ہو گئی تھی کہ عشرۂ محرم کے علاوہ بھی جو اس دلچسپی کا خاص موسم ہوتا ہے، میں نانا کے گھر جاتا اور جس کتاب سے ماموں صاحب شہادت کے

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

واقعات پڑھا کرتے تھے اس کتاب کو لے کر پڑھتا اور روتا جاتا تھا۔ یہ بات ۹/۱۰ سال کی عمر کی ہے۔

جہاں تک یاد کرتا ہوں میرا حال یہ تھا کہ حضرت ابوبکر، وحضرت عمر وغیرہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ دنیا کی اور اسلام کی سب سے بڑی شخصیت بس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سمجھتا تھا اور سب سے بڑا خبیث یزید کو جانتا تھا۔ اس سلسلے کا ایک لطیفہ بھی ہے۔ غالباً عمر کا آٹھواں سال تھا جبکہ میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ رہا تھا، پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کی جب وہ آیت آئی جس میں وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا آتا ہے تو میں نے دل میں سوچا کہ افوہ! یزید ایسا خبیث تھا کہ اللہ میاں نے اس کو ظالمین..... یعنی بہت بڑا ظالم..... کہا ہے۔ یہ بھی یاد ہے کہ اس پر دل میں شبہ پیدا ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تو بہت بعد کا ہے، قرآن مجید میں اس کا ذکر کیسے آ گیا؟ اور پھر اس کا جواب بھی دل میں یہ آ گیا کہ اللہ میاں تو سب کچھ جانتے ہیں، انہیں خبر تھی کہ یزید اتنا بڑا ظالم ہوگا اس لیے انہوں نے مسلمانوں کو پہلے ہی سے خبردار کر دیا۔

الفرقان ۱۳۷۳ھ کا مضمون: الغرض واقعہ کربلا کے سلسلے میں اپنا وہی پرانا ذہن چلتا رہا جو اس عام اور روایتی تصور سے بہت زیادہ مختلف نہیں تھا جس کا کچھ ذکر اوپر کی سطروں میں آیا ہے حتیٰ کہ شوال یا ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ کی بات ہے کہ میں کسی لمبے سفر پر جانے کی تیاری کر رہا تھا جبکہ اٹھین (مدھیہ پردیش) کے ایک صاحب کا خط آیا جو الفرقان کے بہت قدر دان تھے، انہوں نے لکھا تھا کہ محرم کا مہینہ آنے والا ہے، اس میں اُلٹے سیدھے شہادت نامے پڑھے جاتے ہیں اور غلط سلط روایتیں دہرائی جاتی ہیں۔ جی چاہتا ہے الفرقان میں اس موضوع پر کوئی مستند قسم کا مضمون آ جائے اور ہم کوشش کریں کہ ہمارے یہاں مجلسوں میں وہی پڑھا جانے لگے۔ میں یہ ذمہ داری مولوی عتیق الرحمٰن کے سپرد کر کے اپنے سفر پر روانہ ہو گیا تھا، مولوی عتیق الرحمٰن نے ''واقعہ کربلا'' کے عنوان سے مضمون لکھا اور ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ کے الفرقان میں شائع ہو گیا، میں سفر سے واپس آیا اور یہ مضمون پڑھا تو اس کی دو باتوں کی وجہ سے تن بدن میں آگ ہی تو لگ گئی، غصے سے میرا دماغ کھول اٹھا۔ ان باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اقدامات کے لیے بغاوت کا لفظ اس مضمون میں استعمال کیا گیا تھا۔ دوسری بات مضمون کا یہ بیان تھا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفے کے قریب پہنچ کر اس حقیقت سے آگاہ ہوئے کہ کوفے والے غداری کر گئے ہیں اور پھر یزیدی لشکر کے پہنچ جانے سے آپ کے لیے واپسی کا راستہ بھی نہ رہا تو یزیدی

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

سالار عمرو بن سعد کے سامنے آپ نے تین شکلیں رکھی تھیں کہ ان میں سے کسی کو قبول کر لیا جائے جن میں سے ایک یہ تھی کہ

''انہیں یزید کے پاس جانے دیا جائے تا کہ وہ براہِ راست اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں۔''

میں یزید کو جتنا بڑا ظالم خبیث اور ناہنجار ساری عمر سے جانتا آ رہا تھا اس کی بنا پر میرے نزدیک یہ ناممکن بات تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایسی پیش کش فرمائیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بات سوچنی بھی میرے لیے محال تھی۔ میں غصہ میں اٹھا اور مولوی عتیق کے گھر کی طرف کو روانہ ہوا تا کہ ان سے باز پرس کروں کہ یہ کیا لکھ دیا ہے؟

سو قدم کے قریب چلا ہوں گا کہ لفظ بغاوت کے بارے میں یہ بات ذہن میں آئی کہ بغاوت ہر جگہ تو معیوب نہیں ہے، بلکہ اگر ایک ظالمانہ اور کافرانہ نظام کے خلاف ہو تو ایک طرح کا جہاد ہے..... آخر ۱۸۵۷ء میں ہمارے بزرگوں نے انگریزوں کے خلاف جو کچھ کیا تھا وہ بغاوت ہی تو تھی جس پر ہم آج بھی فخر کرتے ہیں..... البتہ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والی بات ویسی ہی نا قابلِ قبول بنی رہی، میں اسی حال میں مولوی عتیق کے گھر پہنچا اور بڑے غصے کے ساتھ ان سے پوچھا کہ تم نے یہ بات کیسے اور کہاں سے لکھ دی؟ مولوی عتیق کے پاس اس طرح کے غصے کے کچھ خطوط پہلے ہی آ چکے تھے اور وہ اس سلسلے میں ایک دوسرے مضمون کی تیاری کر چکے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے تاریخ کی متعدد کتابوں سے عبارتیں اور حوالے نقل کر کے رکھے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر مجھے بھی ماننا پڑ گیا کہ پھر تو غلط نہیں لکھا ہے۔

یہ کتاب: اس واقعے پر تقریباً تیس سال گزر گئے تھے کہ آج سے ۷۔۸ سال پہلے جب میری کتاب ''ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت'' شائع ہوئی تو بعض مخلص دوستوں نے توجہ دلائی کہ جس مقصد سے یہ کتاب لکھی ہے، اسی مقصد کی خدمت کے لیے یہ بھی مفید ہوگا کہ مولوی عتیق الرحمٰن صاحب کا ''مضمون واقعۂ کربلا'' اور اس کے بعد کا وضاحتی بیان بابت محرم ۱۳۴۷ھ بھی کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ میں نے اس رائے کو پسند کیا اور ۱۹۸۷ء میں جب مولوی عتیق الرحمٰن کا (لندن سے) ہندوستان آنا ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ وہ پرانی فائل سے اپنے وہ دونوں مضمون نکلوا کر ایک نظر ڈال لیں اور کتب خانہ الفرقان کے حوالے کر دیں۔ مگر ان کی رائے یہ ہوئی کہ اس مسئلہ پر تو اب بالکل از سرِ نو لکھا جانا چاہیے۔

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اس کی اساس تو وہی ۱۳۷۳ھ اور ۱۳۷۴ھ کے

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

مضامین ہیں لیکن عزیز مصنف نے اس پر نظر ثانی میں جو نئی محنت کی ہے اس نے اسے ایک بالکل نئی چیز بنا دیا ہے۔ کتاب کے مشتملات میں سے مجھے خاص طور پر اس کے آخری باب میں آنے والے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کے اقتباس کی بابت یہ عرض کرنا ہے کہ اس اقتباس نے خود مجھے بڑا اہم فائدہ پہنچایا ہے۔ حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر پانے پر واپسی کے ارادے کے بعد بھی صرف بعض برادرانِ مسلم بن عقیلؓ کی دلداری میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سفر جاری رکھنے پر مجھے ایک خلش تھی۔ اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام کو اور اس کتاب کے عزیز مصنف کو جزائے خیر دے کہ شیخ الاسلام کے اس اقتباس میں اس خلش کے رفع ہونے کا سامان مل گیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے بندوں کے لیے نافع بنائے اور اگر اس میں کوئی غلط بات آگئی ہو تو اس کے اثر سے بندوں کی حفاظت فرمائے نیز عزیز مصنف کو اس سے رجوع کی توفیق بخشے۔

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ ھُوَ یَھْدِی السَّبِیل.

(اقتباس مقدمہ کتاب ''واقعۂ کربلا اور اس کا پس منظر'' از مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی)

جانشینِ امیرِ شریعت، امامِ اہلِ سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری قدس سرہٗ

شاہ ست غنی۔ بادشاہ ست غنی (رضی اللہ عنہ)

سر داد نہ داد دست در دست یہود

برفلکِ عدل مہرو ماہ ست غنی　　شاہ ست غنی بادشاہ ست غنی
چوں جامع مصحف الٰہ ست غنی　　دین است غنی دیں پناہ ست غنی
ہم زلف علی و خالوئے حسنین　　فردوسِ دل و خلدِ نگاہ ست غنی
صدیق وعمر بہرِ دیں سقف وعماد　　باب است علی شہر پناہ ست غنی

سر داد نہ داد دست در دست یہود
حقا! کہ نشانِ لا الٰہ ست غنی

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری (مہاجر مدنی) رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفۂ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ)

بہت سے لوگ روافض سے متاثر ہو کر یزید پر لعنت کرتے ہیں۔ بھلا اہل سنت کو روافض سے متاثر ہونے کی کیا ضرورت؟ ان کو اسلامی اصول پر چلنا چاہیے۔ روافض کے مذہب کی تو بنیاد ہی اس پر ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہیں اور یزید اور اس کے لشکر پر لعنت کریں' قرآن کی تحریف کے قائل ہوں اور متعہ کیا کریں۔ اور جب اہل سنت میں پھنس جائیں تو تقیہ کے داؤ پیچ کو استعمال کر کے اپنے عقیدہ کے خلاف سب کچھ کہہ دیں۔ بھلا اہل سنت ان کی کیا ریس کر سکتے ہیں۔ اہل سنت اپنے اصول پر قائم رہیں جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان ہی اصول میں سے یہ ہے کہ لعنت صرف اس پر کی جا سکتی ہے جس کا کفر پر مرنا یقینی ہو۔ یزید اور اس کے اعوان و انصار کا کفر پر مرنا کیسے یقینی ہو گیا جس کی وجہ سے لعنت جائز ہو جائے؟

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اول یہ سوال اٹھایا ہے کہ یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں؟ اس کی وجہ سے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے یا قتل کا حکم دینے والا ہے۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یزید پر لعنت کرنا تو درکنار یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا قتل کرنے کا حکم دیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کسی مسلمان کو گناہِ کبیرہ کی طرف بغیر تحقیق کے منسوب کرنا جائز نہیں۔ نیز امام غزالیؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مخصوص کر کے یعنی نام لے کر افراد و اشخاص پر لعنت کرنا بڑا خطرہ ہے۔ اس سے پرہیز لازم ہے اور جس پر لعنت کرنا جائز ہو' اس پر لعنت کرنے سے سکوت اختیار کرنا کوئی گناہ اور مؤاخذہ کی چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ابلیس پر لعنت نہ کرے' اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ چہ جائیکہ دوسروں پر لعنت کرنے سے خاموشی اختیار کرنے میں کچھ حرج ہو۔ پھر فرمایا **فالاشتغال بذکر اللّٰہ اولیٰ فان لم یکن ففی السکوت سلامۃ** یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا اولیٰ اور افضل ہے۔ اگر ذکر اللہ میں مشغول نہ ہو تو پھر خاموشی میں سلامتی ہے (کیونکہ لعنت نہ کرنے میں کوئی خطرہ نہیں اور نام لے کر کسی پر لعنت کر دی تو یہ پُر خطر ہے کیونکہ وہ لعنت کا مستحق نہ ہوا تو لعنت کرنے والے پر لعنت لوٹ آئے گی۔ پھر کسی حدیث میں مستحق لعنت پر لعنت کرنے کا کوئی ثواب وارد نہیں ہوا۔ اس لیے لعنت

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

کے الفاظ زبان پر لانے سے کوئی فائدہ نہیں)۔

(''زبان کی حفاظت'' مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ)

حسب الحکم: حضرت اقدس، حجۃ الخلف، بقیۃ السلف، برکۃ العصر، مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(ناشر: ''مکتبہ خلیل'' یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ ص ۷۵، ۷۶)

(ناشر: ''دارالاشاعت'' اردو بازار کراچی۔ ص ۷۲، ۷۳)

فقیہ العصر، مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

''یہ روایت (امّا ان اضع یدی فی ید یزید) اس پر نص ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی خلافت کو تسلیم کر چکے تھے۔ بالفرض یہ روایت نہ بھی ہوتی تو یزید کی حکومت کے تحت جہاد کے لیے جانے کی درخواست کرنا ہی خلافتِ یزید کو تسلیم کرنے پر واضح دلیل ہے.....

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے وقت کوئی حکومت موجود نہ تھی اور کوئی خلافت قائم شدہ نہ تھی۔ جب یزید کی خلافت قائم ہوگئی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ارادہ سے رجوع فرمالیا تھا۔''

(احسن الفتاوٰی، جلد: ۶، ص: ۲۰۳۔۲۰۴)

حضرت مفتی صاحب اسی بحث میں آگے چل کر اسی مؤقف کا اعادہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''غرضیکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس اقدام کو شرعی فرض سمجھ کر نکلے تھے مگر بعد میں راستہ ہی میں جب خلافتِ یزید کا کامل طور پر قیام واستحکام معلوم ہوگیا تو فوراً اپنے مؤقف سے ہٹ گئے کیونکہ قیامِ خلافت کے بعد جوازِ خروج کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ پس جس طرح یزید کے بارے میں توقف اسلم ہے اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ مؤکد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق کفِ لسان ہے اور ان کا اعزاز و احترام اور ان سے محبت وعقیدت اور حسنِ ظن ضروری کہ یہی صراطِ مستقیم بین الافراط والتفریط ہے اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ فیصلہ اور مذہب وشعار ہے۔ آج تک اہل السنۃ والجماعۃ میں سے کسی فرد نے بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی اور آپ کی طرف سوءِ نیت کی نسبت کو روا نہیں رکھا بلکہ آپ کی محبت کو عین ایمان سمجھتے ہیں۔'' (حوالۂ مذکور، ص: ۲۱۹۔۲۲۰)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

''پراپیگنڈے کی قوت''

(مکتوب بنام: جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا محمد انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(ابن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ، استادِ تفسیر وحدیث بیت الحکمت دیوبند)

۲۸ر جمادی الاُخریٰ: ۱۴۱۰ھ۔ ۲۶ر جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک

۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی ومحترمی حضرت شاہ صاحب زید کرمہٗ تحیۂ مسنونہ۔ الاحرار کے دو شمارے یکجائی ملے۔ فجزاک اللہ احسن الجزاء۔ علاوہ انیق مقالات کے بڑی خصوصیت آں محترم کے مجلّہ کی تصحیحِ اسماء ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ ایک بار دارالمصنفین اعظم گڑھ میں مرحوم شاہ معین الدین صاحب ندوی مدیر ''معارف'' نے مجھے فرمایا تھا کہ ''علماءِ دیوبند تصحیحِ اسماء کا خیال نہیں رکھتے۔'' اس وقت سے یہ بات میرے دل میں نقش ہے اور جہاں کہیں اسماء کی تصحیح کا اہتمام دیکھتا ہوں ممنونیت کے اتھاہ جذبات دل ودماغ میں موج زن ہوتے ہیں۔

ایک صبح حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں مجمع تھا اور خاکسار بھی کہ فُجاءتاً (اچانک) مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تشریف لے آئے، فرمایا کہ ''چند روز سے ''قَرَاقُر'' میں مبتلا ہوں۔'' خوب یاد ہے اور اس طرح کہ ابھی ابھی سن کر آیا ہوں، علامہ مرحوم نے فرمایا کہ ''مولوی صاحب! لفظ ''قَرَاقُر'' ہے۔'' مولانا کاندھلوی، علامہ (عثمانی) رحمۃ اللہ علیہ کے باختصاص تلامذہ میں تھے ایک بار وہ مجلس سے رخصت ہو گئے تو علامہ نے فرمایا کہ ''یہ آتے ہیں تو مجھے پریشانی ہوتی ہے۔'' حاضرین سمجھے کہ شاید مولانا (کاندھلوی) سے علامہ (عثمانی) کو تکدر رہے۔ فرمایا کہ ''تکدر نہیں، یہ جب آتے ہیں تو استفادہ کے لیے اور یہ ایسے وسیع النظر عالم ہیں کہ میں پریشان ہوتا ہوں کہ خدا جانے کہیں کوئی ایسی بات نہ پوچھ لیں جو میں بتا نہ سکوں۔'' حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مجلس میں فرمایا کہ: ''حضرت (علامہ محمد انور) شاہ صاحب کشمیری، جب تک مجلس میں رہتے ہیں میں دَبا دَبا رہتا ہوں، فرمایا کہ ان کے علم کا مجھ پر بوجھ پڑتا ہے۔'' تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ'' الخ (یہ گروہ گزر گیا ہے اُن کی خصوصیات اور ان کی کمائیاں انہی کے ساتھ وابستہ ہیں)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

۲۔ آپ کی تحریک ''بنامِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نام رکھنے کی''..... آہ! کہ ''ایک فرقہ نے پروپیگنڈا کی قوت سے معاویہ اور یزید سے ہم کو کیسا بدگمان کر دیا کہ ہم سُنّی بھی یہ نام رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ آج تک ابتدائی نصابی کتابوں میں ''ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْراً'' (زید نے عمر کو مارا) کی امثلہ موجود ہیں اور غریب مولوی شیعیت و رافضیت پر تابڑتوڑ حملے کرنے کے باوجود اپنے کتابی ذخیرہ سے اِن منحوس مثالوں کو نہ نکال سکا۔

پروپیگنڈا ابھی کیا چیز ہے؟ استخلاصِ وطن کی پہلی کوشش کو فرنگی نے ''غدر'' کا نام دے دیا۔ آج تک وہی قلموں اور زبانوں پر ہے۔

۳۔ والد مرحوم گھر میں تشریف فرما تھے کہ محلہ کا ایک بچہ اپنے کتے کی تلاش میں ہمارے غریب خانے میں آ گیا۔ کتے کا نام ''ٹیپو'' رکھا تھا۔ الامان والحفیظ، والدِ مرحوم کا اس وقت غیظ وغضب دیدنی تھا۔ فرماتے تھے کہ ''انگریزوں کی سازش اور منصوبہ بند عمل کہ جہادِ حُریّت کے سالارِ اعظم سلطان ٹیپو شہید کے نام سے کتوں کا نام رکھوا دیا! اور بے خبر مسلمان رکھے چلا جا رہا ہے۔ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی.

۱۲، ۱۳ر جنوری کو خادم زادہ احمد خضر سلمہٗ کی تقریبِ شادی ہوئی۔ نئے رشتہ کے استحکام اور الفت و مودّت کی مضبوطی کے لیے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

۴۔ غالباً کسی شمارہ میں کچھ مصائب کا تذکرہ تھا۔ مبارک ہو! حدیث میں ہے کہ: ''خدا تعالیٰ جس بندہ سے محبت فرماتے ہیں اُسے مبتلائے مصیبت کر دیتے ہیں۔'' اگرچہ عافیت طلبی کی تلقین بھی خود روحی فِدَاہُ وارواحنا فِدَاہُ (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

۵۔ چند کتب مثلاً ''نقشِ دوام'' ملفوظاتِ محدّث کشمیری'' ہدیتاً ارسال کر چکا ہوں۔ کیا پہنچ گئی ہیں؟

خدا کرے کہ مزاجِ سامی بہ عافیت ہوں۔ والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خُوَیدِمُکُمُ الْاَحْقَر: انظر شاہ

(مطبوعہ پندرہ روزہ ''الاحرار''، صفحہ نمبر ۲۶، ۲۷ / شمارہ ۲، ۱، جلد ۲۰ رمضان ۱۴۱۰ھ / اپریل ۱۹۹۰ء)

☆.....☆.....☆

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں استفسار اور اس کا جواب

بتاریخ: ۲۰ رمضان ۱۴۱۷ھ، ۳۰ جنوری ۱۹۹۷ء

باسمہٖ تعالیٰ

بخدمت اقدس استاذی المکرم حضرت الشیخ صفدر صاحب دامت برکاتہم

ہدیہ سلام مسنون، مزاج بخیر ہوں گے

درج ذیل امور کے استفسار کے لیے حاضری دے رہا ہوں۔ اُمید ہے شفقت فرمائیں گے۔

۱۔ کیا یزید کا ''اوّل جیش'' میں شامل ہونا جناب کے ہاں محقق ہے؟

۲۔ اس کے صلاح وفسق سے متعلق جمہور محدثین وفقہاء واکابر دار العلوم رحمہم اللہ تعالیٰ کیا توقف کے قائل ہیں یا اس کے فاسق ہونے کے؟ آپ کی تحقیق مطلوب ہے۔

۳۔ احادیث کے الفاظ مختلفہ ''اولی الطائفتین'' ''ادنی الطائفتین بالحق'' وغیرہ میں صیغہ اسم تفضیل کی بنیاد پر بعض حضرات مشاجرات کے مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اجتہادی خطا کی نسبت کو غلط قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے اجتہادات میں فرق قریب واقرب الی الحق ہونے کا ہے نہ کہ صواب وخطا کا؟ اس کا مسکت جواب کیا ہے؟ کہیں سے تشفی نہیں ہوئی۔

والسلام

طالب خیر

قیام الدین الحسینی

(پنڈ دادن خان (جہلم)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

۲۶/ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ، ۲۵/مارچ ۱۹۹۷ء

باسمہٖ سبحانہٗ

من ابی الزاہد

الی محترم المقام جناب مولانا.....صاحب دام مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج گرامی

آپ کا محبت نامہ ملا یاد آوری کا ہزار شکریہ

محترم! آج کل ہمارے پاس ایک ہی مفتی صاحب ہیں اور وہ حج پر گئے ہوئے ہیں راقم خود نہیں لکھتا کیونکہ دیگر علالتوں کے علاوہ آنکھوں میں موتیا اُترا ہوا ہے، چند اشارات لکھ دیے ہیں۔

والسلام

ابوالزاہد محمد سرفراز

الجواب ہوالمصوب

(۱) یزید اس لشکر میں شریک تھا بلکہ قائد تھا جب کہ بخاری کی روایت میں تصریح موجود ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک یزید فاسق تھا لیکن اُس کا فسق اُس وقت کے عادل خلفاء کے مقابلہ میں تھا آج کل کے اُمراء کے مقابلہ میں وہ ولی تھا۔

(۳) عربی کے لحاظ سے ان تعبیرات میں اُصولاً کوئی فرق نہیں مفہوم سب کا ایک ہی ہے کہ ایک حق کے قریب اور صواب پر تھا اور دوسرا اجتہادی خطاء پر تھا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

☆.....☆.....☆

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

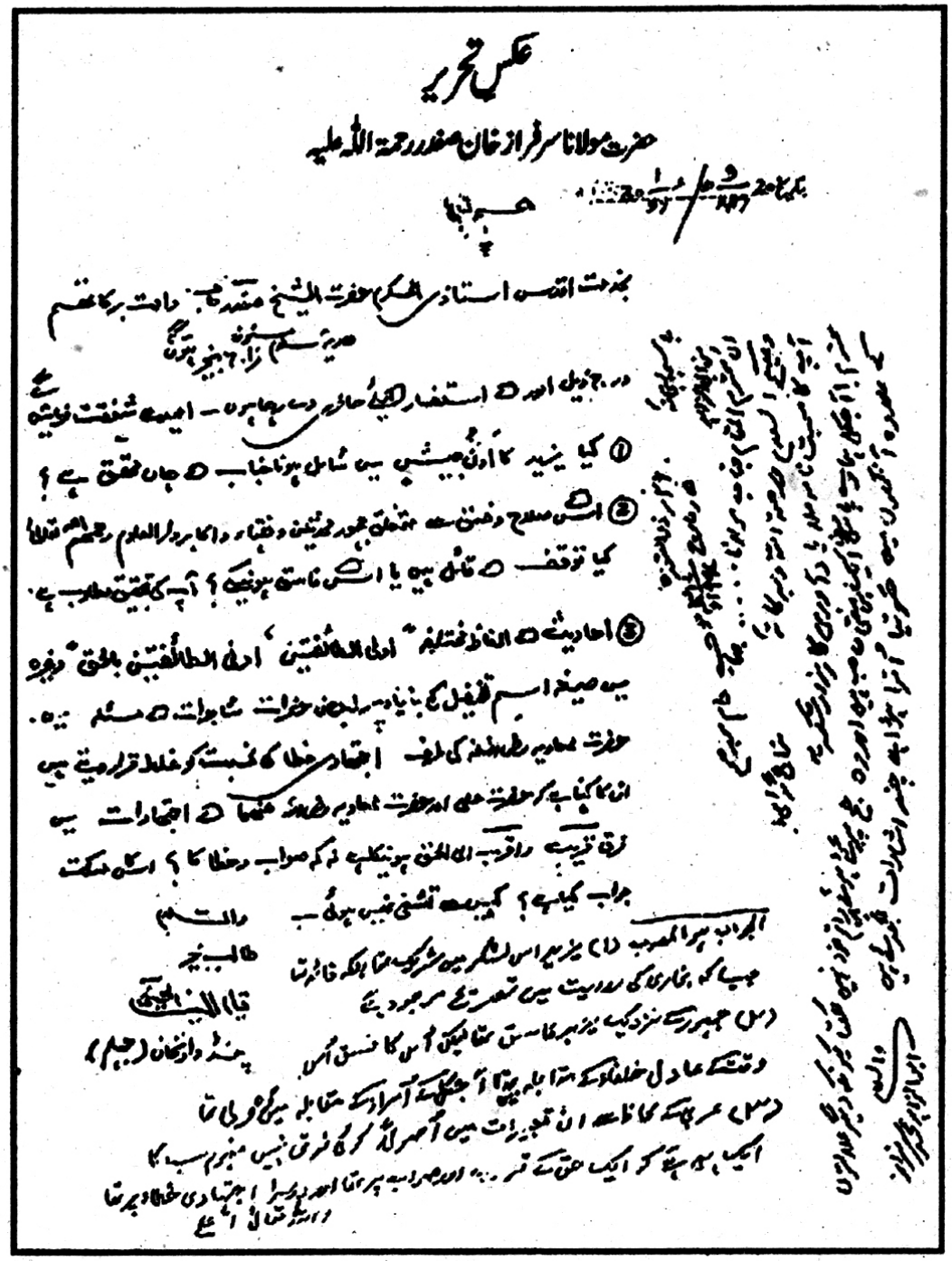

عکس تحریر

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق مفتی دارالعلوم دیوبند، انڈیا، بانی دارالعلوم کراچی)

اجتہاد میں خطاء وصواب کا فیصلہ.....؟

یہاں سے ایک بہت اہم اصولی بات واضح ہوگئی کہ جو اجتہادی اختلاف شرعی اجتہاد کی تعریف میں داخل ہے اس میں اپنے اپنے اختیار سے جس امام نے جو جانب اختیار کرلی اگرچہ عنداللہ اس میں سے صواب اور صحیح صرف ایک ہے دوسرا خطاء ہے، لیکن یہ صواب وخطاء کا فیصلہ صرف حق تعالیٰ کے کرنے کا ہے۔ وہ محشر میں بذریعہ اجتہاد صواب پر پہنچنے والے عالم کو دوہرا ثواب عطا فرمادیں گے اور جس کے اجتہاد نے خطاء کی ہے اس کو ایک ثواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اجتہادی اختلاف میں یہ کہنے کا حق نہیں کہ یقینی طور پر یہ صحیح ہے دوسرا غلط ہے، ہاں اپنی فہم وبصیرت کی حد تک ان دونوں میں جس کو وہ اقرب الی القرآن والسنۃ سمجھے اس کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک یہ صواب ہے، مگر احتمال خطاء کا بھی ہے اور دوسری جانب خطاء ہے مگر احتمال صواب کا بھی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو تمام ائمہ فقہاء میں مسلم ہے اس سے بھی واضح ہوگیا کہ اجتہادی اختلاف میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ماتحت اس پر نکیر کیا جائے۔ اور جب یہ منکر نہیں تو غیر منکر پر نکیر خود امر منکر ہے اس سے پرہیز لازم ہے۔

یہ وہ بات ہے جس میں آج کل بہت سے اہلِ علم بھی غفلت میں مبتلا ہیں، اپنے مخالف نظریہ رکھنے والوں پر تبرا اور سب وشتم سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ جس کا نتیجہ مسلمانوں میں جنگ وجدل اور انتشار واختلاف کی صورت میں جگہ جگہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔

(معارف القرآن، جلد۲، صفحہ۱۴۳، ۱۴۴، مطبوعہ: ادارۃ المعارف کراچی)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

یزید کا شراب پینا یا زنا کرنا کسی بھی قابل اعتماد روایت سے ثابت نہیں ہے۔ زنا کی روایت تو میں نے کسی بھی تاریخ میں نہیں دیکھی۔ کسی نے جو شیعہ راوی ہے یزید کا شراب پینا وغیرہ بیان کیا ہے، لیکن کسی مستند روایت میں اس کا ذکر نہیں۔ اگر یزید کھلم کھلا شرابی ہوتا تو حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت اس کے ساتھ قسطنطنیہ کے جہاد میں نہ جاتی۔ اس دور کے حالات کو دیکھ کر ظنِ غالب یہی ہے کہ یزید کم از کم حضرت معاویہؓ کے عہد میں شراب نہیں پیتا تھا اور حدِ شرعی اس وقت قائم ہوسکتی ہے جب کہ دو گواہوں نے پیتے وقت دیکھا ہو۔ ایسا کوئی واقعہ کسی شیعہ روایت میں بھی موجود نہیں ہے۔

یزید کے بارے میں صحیح بات وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں۔ قانونِ الٰہی کو بدلنے کا کوئی ثبوت کم از کم مجھے نہیں ملا۔

یزید ایک سلطانِ متغلب تھا۔ شرعاً اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ پورا کنٹرول حاصل کر چکا ہو تو اس کے خلاف خروج نہ کیا جائے گا، اور اس کا غلبہ روکنا ممکن ہو تو روکنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت حسینؓ سمجھتے تھے کہ اس کا غلبہ روکنا ممکن ہے، اس لیے وہ روانہ ہوگئے اور دوسرے حضرات صحابہؓ کا خیال تھا کہ اب اس کے غلبہ کو روکنا استطاعت میں نہیں اور اس کو روکنے کی کوشش میں زیادہ خون ریزی کا اندیشہ ہے، اس لیے وہ خود بھی خاموش رہے اور حضرت حسینؓ کو بھی اپنے ارادے سے باز آنے کا مشورہ دیا۔

''سر داد، نداد دست در دستِ یزید'' کوئی نقطۂ نظر نہیں ہے۔ حضرت حسینؓ شروع میں یہ سمجھتے تھے کہ سلطان متغلب کا غلبہ روکنا ممکن ہے، اس لیے روانہ ہوئے اور اہل کوفہ پر اعتماد کیا، لیکن جب عبید اللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو کوفیوں کی بدعہدی کا اندازہ ہوا۔ اس وقت آپ کو یقین ہوگیا کہ اہل کوفہ نے بالکل غلط تصویر پیش کی تھی۔ حقیقت میں یزید کا غلبہ روکنا اب استطاعت میں نہیں ہے۔ اس لیے انھوں نے یزید کے پاس جا کر بیعت تک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر عبید اللہ بن زیادہ نے انھیں غیر مشروط طور پر گرفتار کرنا چاہا۔ اس میں انھیں مسلم بن عقیلؓ کی طرح اپنے بے بس ہو کر شہید ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے ان کے پاس مقابلہ کے سوا چارہ نہ رہا۔

[فتاویٰ عثمانی، جلد اوّل، فتویٰ نمبر ۴۰۴/۳۲ الف، ص ۱۷۹، ۱۸۰]

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

آیۃ الخیر مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
(بانی جامعہ خیر المدارس، ملتان)

یزید اور مسلکِ اہل سنت والجماعت

(''خیر الفتاویٰ'' جامعہ خیر المدارس ملتان کی روشنی میں)

سوال..... یزید کو بعض کافر کہتے ہیں بعض فاسق وفاجر۔ صحیح رائے کیا ہے؟
جواب..... یزید کے بارے میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں لیکن اس کے کفر پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم یزید نے دیا تھا یا نہیں.....؟ آپ کی شہادت سے اس کو خوشی ہوئی تھی یا رنج.....؟
اس کے بارے میں دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔ حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ محتاط پہلو اختیار کریں۔

(خیر الفتاویٰ جلد اوّل۔ ص ۴۹۰)

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ
(مہتمم جامعہ خیر المدارس)

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

حضرت مفتی محمد عبد اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ
سابق صدر مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

اہلِ سنت کا طریق، راہِ اعتدال کو اختیار کرنا ہے۔ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے نہ ہی برا بھلا کہا جائے اور نہ سب وشتم کیا جائے۔ نہ ہی یہ کوشش کی جائے کہ اسے اپنے مرتبے سے بڑھا کر خلیفۂ راشد قرار دیا جائے اور نہ ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہا جائے اور نہ ان کی تنقیص کی جائے۔ جیسا کہ بعض لوگ شیعہ کے خلاف ضد میں آکر کہہ جاتے ہیں۔ سلامتی کی بات یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں جو اختلافات ہوئے ان کو موضوعِ بحث نہ بنایا جائے اور نہ ہی ان میں کوئی رائے زنی کی جائے۔

محمد عبد اللہ غفرلہ

(خیر الفتاویٰ، جلد اوّل، ص ۱۳۵)

☆☆☆

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

(سابق صدر مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان)

اگر ملوکیت سے مراد ولی عہد بنانا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ولی عہد مقرر فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھے حضرات کے لئے یہ معاملہ سپرد فرمایا۔ اسی طرح پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد ولی عہدی سپرد فرمائی (کمافی البدایہ) لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات سے یہ جگہ خالی ہوگئی تو یزید کو ولی عہد مقرر کیا گیا پس یہ تو ایسی قابلِ ملامت بات نہیں۔

بادشاہی کوئی حرام چیز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے "ابعث لنا ملکاً نقاتل فی سبیل اللہ" (سورۃ البقرۃ) "وجعلکم ملوکاً" (المائدہ) یزید کے لئے ظالم، جابر، فاسق، ملعون وغیرہ صفات کا اثبات بھی محل نظر ہے۔ خصوصاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حیات میں تو قطعاً یزید ایسا نہ تھا۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۱، ص ۴۸۴)

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

(مفتی خیر المدارس، ملتان۔ ۱۴/۷/۱۳۹۹ھ)

شہیدِ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق نائب امیر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت۔ پاکستان، سابق مدیر ماہنامہ "بینات"۔ بنوری ٹاؤن، کراچی

یزید اور مسلک اہلِ سنت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلے میں:

۱.....کیا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی عزیز تھے یا نہیں؟

۲.....کیا یزید پر لعنت جائز ہے؟

۳.....جو امام یزید پر لعنت بھیجنے سے منع کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب سے مستفید فرمائیں

بندہ فضل قیوم

جواب: ۱.....یزید کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان میں رشتہ داری تھی۔

(یزید کی اہلیہ سیدہ اُم محمد، سیدنا جعفر طیار کی پوتی، سیدنا عبداللہ بن جعفر کی بیٹی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کی بھتیجی تھیں)

۲.....اہلِ سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

یہ رافضیوں کا شعار ہے، قصیدہ بدءالامالی جو اہل سنت کے عقائد میں ہے اس کا شعر ہے:۔

وَلَمْ یَلْعَنْ یَزِیْداً بَعْدَ مَوْتٍ

سِوَی الْمِکْثَارُ فِی الْاِعْزَاءِ غَالٍ

ترجمہ: یزید پر اُس کی موت کے بعد کسی نے بھی لعنت نہیں کی۔ سوائے اُن لوگوں کے جو غالی اور تعزیہ داری میں بہت کثرت کرنے والے ہیں۔

اس کی شرح میں علامہ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ سوائے رافضیوں، خارجیوں اور بعض معتزلہ کے جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

"فَلاشَکَّ اَنَّ السُّکُوْتَ اَسْلَمُ، واللّٰہ اعلم"

اس لیے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں مدح و توصیف کی جائے۔

۳.....جو امام، یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتا ہے وہ اہلِ سنت کے صحیح عقیدہ پر ہے اور اس کے پیچھے نماز بلاشبہ صحیح ہے۔ جو لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وہ اہل سنت کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

(ماہنامہ "بینات" کراچی۔ اگست ۱۹۸۱ء، ص ۶۲، ۶۳)

حضرت مولانا عبدالعلی فاروقی (لکھنؤ)

امام اہلِ سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے پوتے مولانا عبدالعلی فاروقی اپنی بصیرت افروز اور مایہ ناز کتاب "تاریخ کی مظلوم شخصیتیں" میں تحریر فرماتے ہیں

"یزید اونچے درجہ کا متقی و پرہیز گار شخص نہ سہی لیکن شیعی پروپیگنڈے اور من گھڑت روایتوں کے ذریعے یزید کے فسق و فجور اور حدود اللہ سے تجاوز کی جو کہانیاں بیان کی جاتی ہیں اور جس طرح اسلام کی "قانونی خلافت وامارت" کے لیے اسے نااہل گردانا جاتا ہے یزید کے ہم عصر صحابہ اور تابعین عظام کی غالب اکثریت اسے غلط اور بے اصل سمجھتی تھی۔ یزید کے ہاتھ پر ولی عہدی اور پھر امارت کی بیعت کرنے والوں میں اکابر صحابہ بھی تھے اور تابعین عظام بھی، پھر صحابہ کرام میں اصحاب بدر بھی تھے، اصحاب بیعت رضوان بھی اور اصحاب بیعت عقبہ اولیٰ بھی، جنہوں نے اپنے اقوال واعمال کے ذریعہ یزید کی شراب نوشی اور دوسری فسق وفجور کی داستانوں کی تغلیط کی ہے۔ وہ اس کو امارت وخلافت کے منصب کے لیے موزوں قرار دیتے تھے اور یزید کے ہاتھ پر کی ہوئی بیعت کو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت گردانتے تھے۔"

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

اپنی ذمہ داریوں کا احساس

مولانا ابن الحسن عباسی
(مدیر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' ملتان)

حکیم الامت، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسی شخص نے یزید کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ:

''اس شخص کے لیے جائز ہے جسے یقین ہو کہ وہ یزید سے بہتر ہو کر مرے گا۔''

سائل نے کہا: ''یہ مرنے سے پہلے کیسے ہو سکتا ہے؟''

حضرت نے فرمایا:

''بس مرنے کے بعد جائز ہوگا''

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا:

''یزید کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟''

آپ نے جواب دیا:

''یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرو۔''

امام شافعی رحمہ اللہ سے اہل صفین کے بارے میں پوچھا گیا۔ امام نے فرمایا:

''ہمارے ہاتھ جب ان کے خون سے محفوظ رہے، ہم اپنی زبانوں کو کیوں ان میں رنگیں کریں۔''

جب تک ہم اپنے اندر انفرادی اور ملی ذمہ داریوں کا احساس اجاگر نہیں کریں گے، ذاتی خواہشات کو قومی مفادات پر قربان نہیں کریں گے، دوسروں کی اصلاح کے نعروں کے ساتھ اپنی اصلاح، اپنی کوتاہیوں کی درستی کی فکر نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمارا معاشرہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہم قوموں کی دوڑتی ہوئی زندگی میں بحیثیت ملک وملت کوئی بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ ان احساسات کے ساتھ پوری قوم کی تربیت ہوگی تو آگے بڑھنے کی راہیں کھلیں گی۔

[مطبوعہ: ماہنامہ ''وفاق المدارس'' ملتان۔ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ۔ جون ۲۰۰۵ء]

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک
نہ مصر بھیجا گیا نہ شام

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اما الحسین فلم یحمل رأسه الیٰ مصر باتفاق العلماء و کذلک لم یحمل الی الشام

علماء کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک نہ مصر بھیجا گیا ہے اور نہ (یزید کے پاس) شام بھیجا گیا ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام، ص ۴۹۰، سطر ۵، ج ۲۷، طبع جدید سعودی عرب)

والمقصود هنا ان نقل رأس الحسین الی الشام لا اصل له فی زمن یزید فکیف بنقله بعد زمن یزید؟

اور مقصود اس جگہ یہ بیان کرنا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک جب یزید کے زمانہ میں شام بھیجا جانا بے اصل ہے تو پھر یزید کے زمانہ کے بعد سرِ مبارک کا شام بھیجا جانا کس طرح صحیح ہوگا.....؟

(مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام، ص ۴۸۰، سطر ۱۴، ج ۲۷، طبع جدید سعودی عرب) (رسالہ رأس الحسین، ص ۲۹)

علامہ ابن تیمیہ نے اس رسالہ "رأس الحسین" میں خاص اسی موضوع پر بحث کی ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

ولم ینقل باسنادٍ معروفٍ ان الرأس الحسین حمل الی قُدّام یزید ولم ارفی ذٰلک الا اسنادًا منقطعاً

نقل صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے پاس شام بھیجا گیا ہے اور سر مبارک کے بھیجے جانے کی کوئی روایت ایسی نہیں ہے کہ جس کی سند منقطع اور مردود نہ ہو۔

(رسالہ رأس الحسین، ص ۲۸، منہاج السنۃ، ص ۱۷۹، سطر ۲۶، جلد ۴، مجموعہ فتاویٰ ص ۴۱۱، ج ۳)

ولا حمل رأس الحسین الی الشام

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک شام نہیں بھیجا گیا۔

(مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام، ص ۴۱۲، ج ۳، الوصیۃ الکبریٰ، ص ۴۵، سطر ۲)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

وبعض الناس يذكر أن الرواية كانت امام يزيد بن معاوية بالشام ولا يثبت ذلك. فان الصحابة المسلمين في الحديث انما كانوا بالعراق (لا بالشام)

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک، یزید کے سامنے پیش کیا گیا حالانکہ یہ ثابت نہیں۔ کیونکہ جن صحابہ کی موجودگی اس وقت بتائی گئی ہے وہ اسوقت عراق میں تھے نہ کہ شام میں۔

(''اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ اصحاب الجحیم''، ص ۳۱۷)

دانتوں پر چھڑی مارنے کی جھوٹی روایت:

وقد روى باسناد مجهول ان هذا كان قدام يزيد وان الرأس حمل اليه وانه هو الذى نكت على ثنايا وهذا مع انه لم ثبت ففي الحديث ما يدل على انه كذب فان الذين حضروا نكته بالقضيب من الصحابة لم يكونوا بالشام وانما كانوا بالعراق

اور (صحیح اور معروف سندوں سے نہیں بلکہ) مجہول سندوں سے روایت کی گئی ہے کہ یہ سر کا لانا یزید کے آگے تھا اور وہ وہی (یزید) ہے جس نے (حضرت حسینؓ کے) دندان مبارک پر چھڑی ماری تھی۔ حالانکہ یہ روایت ثابت نہیں ہے اور اس روایت کے جھوٹے ہونے کا ثبوت خود اس روایت میں موجود ہے کہ جن صحابہ کی (حضرت ابی برزہ اسلمی اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما) کی موجودگی چھڑی مارتے وقت بتائی گئی ہے وہ اس وقت شام میں نہیں تھے بلکہ عراق میں تھے۔

(منہاج السنۃ، ص ۲۴۹، سطر ۱، ج ۲، مجموعہ فتاویٰ، ص ۴۹۳، ج ۲۷۔ ص ۵۰۷، ج ۴، الوصیۃ الکبریٰ، ص ۴۵)

علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت والصحيح انه لم يبث برأس الحسين الى الشام.

میں کہتا ہوں کہ صحیح بات یہی ہے کہ سرِ مبارک کو شام نہیں بھیجا گیا۔

(البدایہ والنہایہ، ص ۱۶۵، سطر ۲۳، ج ۸۔ رسالہ رأس الحسین ابن تیمیہ، ص ۵۷)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

تاریخ ابنِ عساکر کی جھوٹی روایات

علامہ ابن کثیر تاریخ ابن عساکر میں مذمت یزید بن معاویہؓ کی تمام روایات کو جھوٹا قرار دیتے ہیں

وقد اورد ابن عساکر احادیث فی ذم یزید بن معاویة کلها موضوعة لا یصح شئٌ منها.

مؤرخ ابن عساکر نے یزید کے خلاف اپنی تاریخ میں جتنی روایات نقل کی ہیں وہ سب جھوٹی ہیں ان میں کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

(البدایہ والنھایہ، ص ۲۳۱، ج ۸)

یزید پر لعنت کرنا کیسا ہے؟

ابن حجر ہیثمی المکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

ولا یجوز لعن یزید ولا تکفیرهٗ فانهٗ من جملةِ المؤمنین

اور یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اور نہ ہی یزید کو کافر کہنا جائز ہے اس لیے کہ یزید جملہ مؤمنین میں سے ایک مؤمن ہے

(الصواعق المحرقہ، ص ۲۲۲، طبع ۱۳۹۶ھ)

حضرت ملا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ)

لا ینبغی اللعن علیهما ای ولا علیٰ یزید ولا علی حجاج لان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه واٰلهٖ وسلم نهیٰ عن لعن المصلین.

یزید (۶۴ھ) اور حجاج بن یوسف (۹۵ھ) ان دونوں پر لعنت کرنی جائز نہیں کیونکہ حضور علیہ السّلام نے نمازیوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے (اور یہ دونوں نمازی تھے)۔

فلا یجوز ان یقال انه او امر بهٖ فضلاً عن لعنهٖ.

جب یہ بھی جائز نہیں کہ کہا جائے کہ یزید نے حضرت حسین کو قتل کیا یا قتل کرنے کا حکم دیا، پھر لعنت کرنی کیسے جائز ہوگی۔

(شرح فقہ اکبر، ص ۸۷، ضوء المعالی علیٰ منظومہ بدء الامالی، ص ۵۰ طبع ۱۳۴۹ھ)

☆.....☆.....☆

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید اور دیگر اموی اور عباسی خلفاء کا اسلام تواتر سے ثابت ہے

حضرت ملا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والمؤمن لا یجوز لعنه ولایخفی ان ایمانَ یزید محققٌ.
(شرح فقہ اکبر، ص ۸۸)

اور مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں اور یزید کا صاحب ایمان ہونا کوئی چھپی بات نہیں ہے یہ تو بالکل باضح ہے۔ یعنی یزید مؤمن مسلمان تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بل تواتر اسلام معاویة ویزید وخلفاء بنی امیة وبنی العباس وصلاتهم وصیامهم وجهادهم للکفار.
(منہاج السنۃ، ص ۱۶۳، ج ۱)

بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کا اسلام اور خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کا اسلام اور ان کی نماز و روزہ اور کفار سے جہاد یہ سب چیزیں تواتر سے ثابت ہیں۔

امام قاضی ابوبکر ابن عربی مالکی (المتوفی ۴۳ھ)

فان قیل کان منها العدالة والعلم ولم یکن یزید عدلا وعالما قلنا وبأی شی نعلم عدم علمه او عدم عدالته.
(العواصم من القواصم، ص ۲۲۲)

اگر یہ کہا جائے کہ خلافت کی شرائط سے عدالت اور علم شرط ہے اور یزید میں نہ عدالت تھی نہ علم تو ہم جواباً کہیں گے کہ آخر وہ کونسی چیز ہے کہ جس سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ یزید میں نہ علم ہے نہ عدالت۔

فان قیل کان یزید خمارا قلنا لایحل الا بشاهدین فمن شهد بذالک بل شهد [illegible] بعدالته فروی یحی بن

اگر کہا جائے کہ یزید شرابی تھا تو ہم جواباً کہیں گے کہ ایسی بات کرنا حلال نہیں ہے جب تک کہ دو گواہ اس کی گواہی نہ دیں پس کون ہے ان کے

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

بکیر عن اللیث بن سعد قال اللیث توفی امیر المؤمنین یزید فی تاریخ کذا

شرابی ہونے کی گواہی دینے والا بلکہ عادل اور ثقہ شخصیت تو یزید کی عدالت کی گواہی دے رہی ہے۔ امام لیث بن سعد نے فرمایا کہ امیر المؤمنین یزید کا فلاں تاریخ میں انتقال ہوا ہے۔

فسماہ اللیث امیرا لمؤمنین بعد ذھاب ملکھم انقراض دولتھم لولا کونہٗ عندہ کذلک ما قال الا توفی یزید.
(العواصم من القواصم، ص ۲۲۷)

قاضی ابوبکر بن العربیؒ مزید لکھتے ہیں کہ امام لیث نے ان (یزید) کو اسوقت بھی امیر المؤمنین کہا ہے جب کہ ان کی حکومت بھی چلی گئی تھی اور سلطنت بھی جاتی رہی تھی۔ اور اگر یزید امام لیث کے نزدیک صاحب عزت نہ ہوتا تو پھر وہ یہ نہ کہتے کہ یزید کا انتقال فلاں تاریخ میں ہوا ہے۔

فاین ھذا من ذکر المؤرخین لہ فی الـــمـــر وانواع الفجور الا یستحیون. (العواصم من القواصم، ص ۲۳۳)

کہاں ہیں وہ مؤرخین جنہوں نے یزید کے خلاف شراب اور فسق و فجور کی داستانیں لکھی ہیں۔ کیا ان کو شرم و حیا نہیں آتی؟

تفتازانی کی شرح عقائد، اصل عبارت اور اس کا رد

وانما اختلفوا فی یزید بن معاویة حتی ذکر فی الخلاصة وغیرھا انہ لا ینبغی اللعن علیہ ولا علی الحجاج لان النبی علیہ السلام نھی عن لعن المصلین ...

اور یزید بن معاویہ کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا اس پر لعنت کی جائے یا نہ۔ حتی کہ کتاب خلاصہ اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں کہا گیا ہے کہ لعنت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے

وبعضھم اطلق اللعن علیہ لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین واتفقوا علی

اور بعض علماء نے یزید پر لعنت کرنے کو جائز کہا ہے کیونکہ یزید کافر ہے اس لیے کہ اس

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

جواز اللعن علیٰ من قتله او امر به او اجازه ورضی به والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشاره بذالک واهانة اهل بیت النبی علیه السلام مما تواتر مغناه وان کان تفاصیله احادا فنحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة اللّٰه علیه وعلیٰ انصاره اوعوانه.

(شرح عقائد، ص ۱۱۳)

نے قتل حسین کا حکم دیا ہے اور علماء نے اس شخص کے لعنت کرنے پر اتفاق کیا ہے جس نے حسینؓ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یا قتل حسینؓ کو جائز جانا یا قتل حسینؓ پر راضی ہوا۔ اور حق بات یہ ہے کہ یزید قتل حسینؓ پر راضی تھا۔ اور (یزید کی) توہینِ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات معناً متواتر ہیں۔ اگرچہ ان کی تفصیل اخبار احاد سے ہے۔ اس لیے ہم توقف نہیں کرتے، یزید کے ایمان میں۔ یزید اور اس کے مددگار وانصار سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

جوازِ لعنتِ یزید کے ناپاک سلسلہ میں اکثر لاعنین شرح عقائد کی یہی عبارت پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عبارت بتمامہٖ مردود ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

عبارت مذکور کی اصل حقیقت:

شرح عقائد کی اصل عبارت میں جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں علامہ تفتازانی نے یزید کے خلاف جو کچھ لکھا ہے سراسر غلط ہے۔ اس لیے شرح عقائد پر حواشی اور تعلیقات لکھنے والے علمائے اسلام نے تفتازانی کی اس مقام پر خوب تردید کی ہے۔ اور ملا علی قاری نے عبارتِ تفتازانی کے ایک ایک جملہ کی دھجیاں ہوا میں اڑائی ہے۔

علامہ تفتازانی کا پہلا قول:

وبعضهم اطلق اللعن علیه لما انه کفر حسین امر بقتل الحسین.

اور بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے کیونکہ اس نے قتلِ حسین کا حکم دے کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

ملا علی قاری کا جواب:

ولا یخفی ما فی نقله حیث ابهم فی قائله ثم تعلیله یحتاج الیٰ اثبات امر بقتل الحسین اولاً ثم ترتب کفره علیه ثانیا و کلاهما ممنوع.

(شرح فقہ اکبر، ص ۸۷)

یعنی عبارت تفتازانی میں یہ بات بالکل ظاہر ہے کوئی مخفی نہیں کہ انہوں نے قائلین لعنت یزید کے نام ظاہر نہیں کیے۔ (بلکہ ان کو مخفی رکھا ہے۔ لہذا ان کو چاہیے کہ لعنت کرنے والے بعض کے نام بتائیں کہ وہ کون ہیں)

اس کے بعد پھر تفتازانی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ

اولاً: یہ ثابت کریں کہ واقعی یزید نے قتل حسینؓ کا حکم دیا تھا؟

ثانیاً: پھر یزید کا کفر ثابت کریں اور یہ دونوں باتیں منع ہیں۔ یعنی نہ اس نے قتل حسینؓ کا حکم دیا اور نہ اس کا کفر ثابت ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

لان الامر بقتل الحسین لا یوجب الکفر فان قتل غیر الانبیاء کبیرة عند اهل السنة والجماعة الا ان یکون مستحلا وهو غیر مختص بالحسین ونحوه مع ان الاستحلال امر لایطلع علیه الا ذوالجلال.

قتل حسینؓ کا حکم کرنا بھی کفر کو واجب نہیں کرتا کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے علاوہ قتل گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہاں اگر قتل حلال سمجھ کر کریگا تو پھر کافر ہو جائے گا۔ پھر یہ حضرت حسینؓ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ جس قتل کو بھی حلال سمجھ کر کرے گا کافر ہو جائے گا۔

مگر اس امر کا بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم نہیں (کہ فلاں شخص نے قتل حلال سمجھ کر کیا ہے یا نہیں کیونکہ علیم بذات الصدور وہی ذات ہے۔)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

علامہ تفتازانی کا دوسرا قول:

واتفقوا علیٰ جواز اللعن علیٰ من قتله او امر به او اجازه او رضی به.

اور علماء نے اتفاق کیا ہے اس شخص کی لعنت پر جس نے حسین کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا ہے یا اس کو جائز جانا ہے یا اس پر راضی ہوا ہے۔

ملا علی قاری کا جواب:

ففیه بحث لانه مع کونه بظاهره مناقضا لما قدمه من بین الخلاف.

(شرح فقہ اکبر، ص ۸۷)

یہ بھی صحیح نہیں بلکہ پہلی کلام کے مناقض ہے کیونکہ پہلے جب خود تفتازانی لکھ آئے ہیں کہ بعض نے لعنت کی ہے۔ پھر اتفاق کا کیا معنی؟

فائدہ: اور شخصی لعنت بلا اختلاف ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ اس کو متفق علیہ کہا جائے

عدم جوازه بلا اختلاف فیه فضلا عن اتفاقه. (شرح فقہ اکبر، ص ۸۸)

علامہ تفتازانی کا تیسرا قول:

والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشاره بذالک .. الخ

اور حق بات یہ ہے کہ یزید قتل حسینؓ سے راضی اور خوش تھا۔

ملا علی قاری کا جواب:

والحق بعد نقله الاتفاق لیس فی محله مع ان الرضی بقتل الحسین لیس بکفر لما سبق من ان قتلهٗ لایوجب الخروج عن الایمان بل هو فسق وخروج عن الطاعة الی العصیان.

(شرح فقہ اکبر، ۸۸)

اور کلمہ ''والحق'' بعد نقل کرنے اتفاق کے اپنے محل وموقع سے خارج ہے (لہذا یہ دعوی بھی اصولاً مردود ہے) اور یہ کہنا کہ رضا بقتل حسینؓ کفر ہے یہ بھی غلط ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے بلکہ قتل فسق اور خروج عن الطاعت (گناہ کبیرہ ہے) اس فعل بد سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوجاتا۔

(جب تک اس حرام فعل کو حلال نہ سمجھے)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

علامہ تفتازانی کا چوتھا قول:

واھانة اھل بیت النبی علیه السلام مما تواتر معناه..الخ

یزید کی توہینِ اہلِ بیت کی روایات معناً متواتر ہیں۔

ملاعلی قاری کا جواب:

لا یثبت اصلاً فضلاً عن التواتر قطعاً (شرح فقہ اکبر،ص ۸۸)

توہین اہلِ بیت والی روایات تو بالکل ثابت ہی نہیں یعنی سراسر جھوٹی ہیں چہ جائے کہ متواتر ہوں۔

(لہذ اتواتر کا دعویٰ بھی مردود ہوا کیونکہ توہین اور مظالم اہلِ بیت کی روایات کل کی کل جھوٹی ہیں۔)

علامہ تفتازانی کا پانچواں قول:

فنحن لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه

یعنی ہم ہرگز توقف نہیں کرتے یزید کے بے ایمان ہونے میں

ملاعلی قاری کا جواب:

فقد علم مما تقدم انه کان مسلما ولم یثبت عنه ما یخرجه عن کونه مومنا

(شرح فقہ اکبر،ص ۸۸،طبع ۱۳۴۸ھ دہلی)

یہ بات بالکل ظاہر ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ یزید مسلمان تھا اور ایسا کوئی جرم یزید سے ثابت نہیں ہوا جس سے وہ ایمان سے خارج ہوگیا ہو۔(لہذا یہ دعویٰ بھی مردود ہے) کیونکہ ایسی کوئی بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی جو اسے ایمان سے خارج کردے۔

اظہارِ افسوس:

اس بلند پایہ علمی اور تحقیقی نقد و تنقیح کے بعد آخر میں ملاعلی قاریؒ علامہ تفتازانی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فعدم توقفه ووجود جرأته خارج عن

جواز لعنت یزید کے سلسلہ میں علامہ تفتازانی

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

مقتضیٰ عقله وعدالته و کمال علمه وجمال دیانته علیٰ ان العبرة بالخواتیم. (شرح فقہ اکبر ص ۸۸)

کی جلد بازی اور جرأت۔ تو یہ ان کے مقتضاء عقل اور عدالت اور کمال علم اور جمال دیانت سے خارج ہے کیونکہ اعتبار خاتمہ پر ہوتا ہے۔

ملا علی قاریؒ کا محققانہ فیصلہ

چنانچہ موصوف اپنی مشہور کتاب موضوعات کبیر میں من گھڑت اور جھوٹی روایات کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے صاف صاف لکھتے ہیں

ومن ذلک الاحادیث فی ذم معاویة وذم عمرو بن العاص وذم بنی امیة..... وکذا ذم یزید والولید ومروان بن الحکم (موضوعات کبیر، ص ۱۶۹)

اور اسی مجموعہ روایات میں (یعنی منگھڑت روایات میں وہ روایات بھی ہیں) جو توہین حضرت معاویہ وعمرو بن عاص وخاندانِ بنی امیہ وتوہین یزید ووولید اور مروان ابن الحکم میں لکھی گئی ہیں۔

تفتازانی کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (اموی، قرشی) کی گرفت

موصوف اہل سنت کے ہاں امام فی العقائد مانے جاتے ہیں مگر وہ بھی اپنے آپ کو شیعی جراثیم سے محفوظ نہیں رکھ سکے۔

علامہ صاحب مثال دیتے ہیں کہ:

رکب علی وهرب معاویة علی سوار ہوئے اور معاویہ بھاگ گیا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالتعظیم ماخوذ من لفظ علی لاخذہ من العلو والاهانة ماخوذ من لفظ معاویة لانه ماخوذ من العوی وهو صراح الذئب والکلب"

"پس تعظیم لفظ علی سے ماخوذ ہے کہ اس میں علو (سربلندی) کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اہانت لفظ معاویہ سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ "عویٰ" سے لیا گیا ہے اور وہ بھیڑیے اور کتے کا بھونکنا ہے۔"

(مختصر المعانی، ص ۱۷، تحت احوال المسند الیہ تعریف بالعلمیہ)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

دارالعلوم دیوبند کے جلیل القدر محدث، مفسر اور استاذ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ تفتازانی کی اس مکروہ مثال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ولا یخفیٰ ما فیه من سوء الادب فی حق سیدنا معاویة رضی الله عنه والجرأة علیه بما لا یلیق....." (حاشیہ مختصر المعانی، ص ۱۷)

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو جرأت، بے ادبی اور گستاخی اس مکروہ مثال میں پائی جاتی ہے، ہو مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ یہ مثال نامناسب ہے۔"

حضرت شیخ الہند کی طرف سے تفتازانی کا تعاقب اور گرفت اس بات کا ثبوت ہے کہ "آں محترم" کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی ہوئی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

علامہ موصوف یزید کے خلاف تمام جھوٹی روایات کا اگر علیحدہ علیحدہ رد کرتے تو ان کا بہت سا وقت ضائع ہوتا اس لیے انہوں نے حکمت عملی سے کام لیا اور لفظ کل کا استعمال کر کے تمام جھوٹی روایات کے کل کر دیے چنانچہ منسلکہ فہرست المنار میں لکھتے ہیں

(۱) کل حدیث فی ذم بنی امیة فهو کذب	ہر وہ روایت جو توہین خاندان بنی امیہ میں پائی گئی ہے وہ جھوٹی ہے
۲) کل حدیث فی ذم عمرو ابن العاص فهو کذب	ہر وہ روایت جو حضرت عمرو بن عاص کی توہین میں پائی گئی ہے وہ جھوٹی ہے
۳) کل حدیث فی ذم معاویة فهو کذب	ہر وہ روایت جو حضرت امیر معاویہؓ کی توہین میں پائی گئی ہے وہ جھوٹی ہے
۴) کل حدیث فیه ذم یزید بن معاویة فهو کذب	ہر وہ روایت جو یزید بن معاویہ کی توہین میں پائی گئی ہے وہ جھوٹی ہے

(منار المنیف فی الصحیح والضعیف، ص ۲۲۰، طبع ۱۳۹۰ھ بیروت)

☆.....☆.....☆

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

امام محمد بن الحنفیہؒ، برادر سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

ما رأیت منه ماتذکرون وقد حضرته واقمت عنده فرایته مواظباً علی الصلوٰة متحرياً للخير يسأل عن الفقه ملازما للسنة.

(البدایہ والنہایہ، ص ۲۳۳، ج ۸)

میں نے اس میں وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کرتے ہو حالانکہ میں خود اس کے پاس دمشق میں گیا ہوں۔ اور اس کے پاس رہا ہوں میں نے اس کو ہمیشہ پابند صلوٰۃ، مسائلِ خیر کا متلاشی اور سنت نبوی پر مضبوطی سے عامل پایا ہے۔

چونکہ امام محمد بن حنفیہؒ خود دمشق تشریف لے گئے اور قیام بھی انکا یزید ہی کے پاس رہا اس لیے یزید سے ان کو ذاتی طور پر واقفیت تھی وہ کذابین کی بات کیسے مانتے۔

علی بن حسین ''زین العابدین'' ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ:

حادثۂ کربلا کے بعد ۶۳ھ میں جب امیر مسلم بن عقبہ دارالحکومت دمشق شام سے مدینہ تشریف لائے تو علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اس دوران امیر مسلم بن عقبہ نے علی بن حسین سے کہا کہ مجھے امیر المؤمنین یزید نے آپ سے حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے یہ سنتے ہی علی بن حسین نے فرمایا:

وصلی اللّٰه امیر المؤمنین واحسن جزائهٗ.

اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو اپنی رحمت میں ڈھانپے اور ان کو اچھی جزا دے۔

(طبقات ابن سعد، ص ۲۱۱، ج ۵، شیعہ عربی کتاب الامامت والسیاست، ص ۲۳۰، ج ۱)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

امیر المؤمنین خلیفۂ راشد

سیدنا علی رضی اللہ عنہ

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

علی ہے میری محبت کا مرکز و محور
علی کا میں ہوں شناسا ہے وہ مرا مفخر

علی غلامِ محمد ہے میں غلامِ علی
جو تو غلامِ محمد ہے میں ترا قنبر

علی ہے مہر و مروت ، علی ہے صدق و صفا
علی قضا میں ولی ہے وہ زہد کا پیکر

علی ولاء و غنا ہے ، علی ہے جود و سخا
علی بہ پیشِ الٰہی ، اے مشرکاں! افقر

علی ہے فقر کا وارث ، علی کو فقر پہ ناز
علی کا فقر ہے دنیا میں بہتر و برتر

(ملتان، ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ/نومبر ۱۹۸۸ء)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

علیؓ.....اک جلوۂ مخفی

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

علی مولیٰ ہے نسبت میں
علی اولیٰ محبت میں

بشارت ہے ، ولایت ہے
وہ برتر سابقیت میں

علی قاضی بھی ، غازی بھی
علی اقصیٰ ہے امت میں

علی اک جلوۂ مخفی
علی اعلیٰ امامت میں

علی تنہا قدامت میں
علی چوتھا خلافت میں

(ملتان، ۲۱ رمضان ۱۴۱۹ھ/ جنوری ۱۹۹۹ء)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

منقبتِ خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین، شہزادۂ اہلِ بیت، ہم شکلِ رسولِ مقبول، ابنِ بتول

سیدنا حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مالکِ حلم و حیا ، پیکرِ صدق وصفا
ہم شکلِ شہِ دوسرا ، سیدنا حسنِ مجتبیٰ

صاحبِ صلح و وفا ، ازہر نرالا رہنما
اَشتر کا وہ جور و جفا ، خونِ حسن! وا حسرتی

مَاحِیِ شرّ و فتن ، سونپی خلافت واہ حسن
مانا امیرِ شام کو ، حکمِ نبی پورا کیا

مولیٰ حسن، زہرا کا پھول ، گلشنِ دیں کا اصول
ملتِ بیضا نہ بھول ، منظرِ صلح و وفا

وہ عظیم ابنِ عظیم ، فکرِ رسا قلبِ سلیم
ان پہ صلواتِ عمیم ، منبعِ رشد و ہُدیٰ

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

بیا دسیدنا حسین رضی اللہ عنہ

سبطِ نبی ، ابنِ علی ، سید حُسین
بنتِ علی جس پہ نہیں کرتی تھیں بین

وہ شہید ابنِ شہید آقا حُسین
ہر بہادر اور جری کے نورِ عین

مولا عمر ، سید غنی ، حضرت حسین
یہ ولی اللہ ہیں ملت کا چین

ان سے زندہ ہیں خلافت کے اصول
ان سے روشن تا ابد امت کی رین*

اے امامِ عدل و احساں ، حریت کے پاسباں
بانجھ دھرتی پہ کرم ہو، خشک ہوں میرے بھی نین

★★★

سیّد عطاء المحسن بخاریؒ

(یکم محرم ۱۴۰۴ھ۔ دارِ بنی ہاشم ملتان)

---

*رات

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

بارگاہِ سیدنا حُسین رضی اللہ عنہ

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حُسین حوصلے کی علامت
حُسین صبر کا معیار
حُسین ہاشمی غیرت کا جاگتا معیار
حُسین فرعِ رسالت
حُسین سبطِ رسول
حُسین آپ کے دُشمن نے بینِ کعبہ وروضہ
اڑائی اتنی دھول
اَٹے غبار سے غنچے، شگوفے، کلیاں، پھول
حُسین دعوتِ کوفیاں کا شرفِ قبول
یہ اجتہاد بجا تھا مگر اے پورِ بتول
یہ بھائیوں کی نصیحت مشاورت کے اصول
حُسین آپ کے نانا، وہ کائنات کے مولا وہ شاہِ عینِ وجود
انھیں بھی حکم یہی تھا
کہ اے حبیب، مرے آخری رسول
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کو کر قبول

(محرم ۱۴۰۶ھ)

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

سید محمد ذوالکفل حسینی بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ

خونِ وفا

بیادِ سبطِ رسول، شہید غیرت سیدنا ''حسین ابن علی'' رضی اللہ عنہما

میرا ناتا کتابوں کے صفحات سے کچھ نیا تو نہیں
میں نہیں جانتا..... جانے کیوں؟
میں نے جب بھی زیارت کو کھولے ورق
مجھ کو خونِ شہیداں نے تڑپا دیا، اور
لہو رنگ اشکوں کی ساون رُتیں
میری آنکھوں کو جل تھل سا کرنے لگیں
اور پھر ذہن رِسنے لگا، دل دہلنے لگا
خون بہنے لگا آنکھ کے راستے
اور پھر لمحہ لمحہ یہ احساس پختہ ہوا
جانے کیوں؟
کہ ہرگز نہیں ہے یہ بہتا لہو
میرے فرطِ عقیدت کی تصویرِ جاں
میرے جوشِ عمل کا مجسّم نشاں
اور پھر یک بیک
میرے وجدان نے
میری سوچوں کو تاکا، بکارِ نقب
اور پھر اک صدا
میرے کانوں میں در آئی تھی
کہ
''غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم''
نہایت اس کی حُسین ابتدا ہے اسماعیل''
اور پھر جانے کیوں ہابیلِ مظلوم کی مورتی
میری سوچوں کا محور ٹھہرنے لگی
میں نے چشمِ تصور سے دیکھا جبھی
تھا مقیّد شجر میں خدا کا نبی
جو کہ باطل کے آروں کا نخچیر تھا
پر نبوت صداقت کی تصویر تھا
میں نے دیکھا کہ تھا
زد میں شعلوں کی آیا خدا کا خلیل
امیدیں قلیل اور مقاصد جلیل
اور پھر
میری لوحِ تدبّر کی قوسِ قُزح پہ
شبیہِ حُسینی اُبھر آئی تھی

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

جو زبانِ تأثر سے گویا ہوئی
''آؤ دیکھو کہ ہوں میں ہی ابنِ علیؑ''
''مرثیہ خوانیوں کا عنواں جلی''
نسب میں بھی تم سے مراتب ہوں آگے
شجاع و مدبّر خدا کا ولی
میرا مقتل مجھے یاد ہے کربلا بھی
عجم کے خبیثوں کا جور و جفا بھی
اور تم تم بھی.....
حسینی حریفوں کے پُرکار اشاروں پہ رقصاں رہے
اور تم دیکھنے میں
حُبِّ نبوی کی مشعل جلائے ہوئے
اور ہدفِ تبرّیٰ بنائے ہوئے
خاندانِ نبوّت کے رمز آشنا کو
ابوبکرِ صدیق اور باوفا کو
امیّہ کی آلِ خدا آشنا کو
پر! یہ خوں جو حقیقت میں خونِ حیا تھا
عقائد کا خوں تھا یہ خونِ وفا تھا
یہی خون ہے جو بہا آرہا ہے
یہ چودہ صدی سے بہے جا رہا ہے
یہ سازش کا خنجر ہے صہیونیوں کا
اور تم اس کو ہاتھوں میں دابے، چلے آرہے ہو
تم اذہانِ اُمّت کے قاتل بنے ہو
مرے نام اور خون کے تاجرو!
سنو! اے مرے دوغلے عاشقو!
تمہی تو مجھے مضطرب کر رہے ہو
دوستو!
یہ حُسینی صدا مجھ کو تڑپا گئی
اور پھر
میں نے چشمِ بصیرت سے دیکھا تو سچ!
عہدِ حاضر میں تو ہر طرف، ہر قدم
میں نے دیکھا کہ
ہیں سارے ابنِ اُبی
میں نے پرکھا کہ ہیں سارے ابنِ سبا
ہیں ابنِ زیاد اور سبھی شِمر ہیں
یا خدا!!
آج اُمّت کا کوئی سجن آئے تو
آج ہم میں مُدبّر حسنؑ آئے تو
آج ہم میں حُسینِ شہید آئے تو
اور شام سے..... بویزید آئے تو
تو خونِ وفا بہتا رک جائے گا
یا خدا! روک دے!!

(مطبوعہ: پندرہ روزہ ''الاحرار'' لاہور)

رمضان: ۱۴۰۶ھ / مئی ۱۹۸۶ء ، شمارہ: ۳، ۴ / جلد: ۱۶

مزید ایسی دلچسپ کتب (Android اور کمپیوٹر کی Apps) حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ 03086987441

انفیس اکیڈمی

نوٹ

مزید ایسی دلچسپ دینی، تاریخی اور ادبی کتب
(PDF، Android اور کمپیوٹر کی Apps)
حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

.pdf

.apk

.exe

Mob. 03086987441

مُعاویہ اسلامک سٹوڈیو چشتیاں